بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 35

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

04 ربیع الاوّل 1447 ہجری قمری ❁ 28 ظہور 1404 ہجری شمسی ❁ 28 اگست 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ
نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ؕ
وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ○
(سورۃ البقرۃ: 208)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتا ہے۔ اور اللہ بندوں کے حق میں بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 اگست 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا نے مخالفین سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے، مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

ایک عظیم معجزہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’آج رات کو الہام ہوا مَنَعَہٗ مَانِعٌ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ خدا نے مخالفین سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے، اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی مہر شاہ کی طرف ہے لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکھا ہے تا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے۔‘‘

فرمایا: ’’انسان کا کام انسان کر سکتا ہے۔ ہمارے مخالف انسان ہیں اور عالم اور مولوی کہلاتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ جو کام ہم نے کیا وہ نہیں کر سکتے۔ یہی ایک معجزہ ہے۔ نبی اگر ایک سونٹا پھینک دے اور کہے کہ میرے سوا کوئی اس کو اٹھا نہ سکے گا تو یہ بھی ایک معجزہ ہے، چہ جائیکہ تفسیر نویسی تو ایک علمی معجزہ ہے۔‘‘

فرمایا: ’’قرآن شریف کے معجزہ فصاحت و بلاغت کے جواب میں ایک دفعہ پادری فنڈر نے حریری اور ابوالفضل اور بعض انگریزی کتابوں کو پیش کیا تھا۔ مدت کی بات ہے، ہم نے اس وقت بھی یہی سوچا تھا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اول تو ان مصنفین کو کبھی یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ ان کا کلام بے مثل ہے، بلکہ وہ خود اپنی کم مائیگی کا ہمیشہ اقرار کرتے رہے ہیں اور قرآن شریف کی تعریف کرتے ہیں۔ دوسرا ان لوگوں کی کتابوں میں معنی الفاظ کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ صرف الفاظ جوڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ قافیہ کے واسطے ایک لفظ کے مقابل دُوسرا لفظ تلاش کیا جاتا ہے اور کلام میں حکمت اور معارف کا لحاظ نہیں ہوتا اور قرآن شریف میں التزام ہے حق اور حکمت کا۔ اصل میں اس بات کا نباہنا کہ حق اور حکمت کے کلمات کے ساتھ قافیہ بھی درست ہو، یہ بات تائید الٰہی سے حاصل ہوتی ہے، ورنہ انسانوں کے کلام ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ حریری وغیرہ۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 84 تا 85، ایڈیشن 2018، قادیان)

اُس کی آواز میں ارتعاش تھا اُس کی آنکھوں میں آنسو تھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضرور کسی دن مسلمان ہو جائیگا یہ ایک غیر معمولی انقلاب تھا جو حضرت عمرؓ کے اندر پیدا ہوا اور آناً فاناً آپ شدید دشمن سے اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون آیت ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آخر میں اس امر کا بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فرما کر اللہ تعالیٰ نے جس روحانی مقام کا ذکر فرمایا ہے یہ وہ مقام ہے جو محنت اور قربانی اور جدوجہد اور متواتر عمل کے ساتھ وابستہ ہے اور جس کیلئے ایک لمبے عرصہ تک انسان کو اپنے نفس کی جلاء میں مشغول رہنا پڑتا ہے۔ لیکن بعض تغیرات ایسے بھی ہوتے ہیں جو انقلابی طور پر واقع ہوتے ہیں اور آناً فاناً انسان کو زمین سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ اس انقلاب کی ایک زندہ مثال ہے۔ حضرت عمرؓ کو اسلام سے شدید دشمنی تھی لیکن اُن میں روحانی قابلیت بھی موجود تھی یعنی باوجود آپ میں شدید غصّہ ہونے کے، باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو تکالیف پہنچانے کے اُن کے اندر جذبۂ رقت بھی موجود تھا۔ چنانچہ جب حبشہ کی طرف پہلی ہجرت ہوئی تو مسلمانوں نے نماز فجر سے پہلے مکہ سے روانگی کی تیاری کی تا کہ مشرک انہیں روکیں نہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ مکہ میں یہ رواج تھا کہ رات کو بعض رؤساء شہر کا دورہ کیا کرتے تھے تا کہ چوری وغیرہ نہ ہو۔ اسی دستور کے مطابق حضرت عمرؓ بھی رات کو پھر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا ایک جگہ گھر کا سب سامان بندھا پڑا ہے۔ آپ آگے بڑھے۔ ایک صحابیہؓ سامان کے پاس کھڑی تھیں۔ اُس صحابیہؓ کے خاوند کے ساتھ شاید حضرت عمرؓ کے تعلقات تھے۔ اس لئے آپ نے اُس صحابیہؓ کو مخاطب کر کے کہا بی بی یہ کیا بات ہے؟ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی لمبے سفر پر جاری ہو۔ اُس صحابیہؓ کا خاوند وہاں نہیں تھا۔ اگر وہ وہاں ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ مشرکینِ مکہ کی عداوتوں اور دشمنیوں کی وجہ سے حضرت عمرؓ کی یہ بات سُن کر وہ کوئی بہانہ بنا دیتا۔ لیکن عورت کو یہ حِس نہیں تھی۔ اُس صحابیہؓ نے کہا عمرؓ! ہم تو مکہ چھوڑ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا تم مکہ چھوڑ رہی ہو؟ صحابیہؓ نے کہا ہاں ہم مکہ چھوڑ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیوں مکہ چھوڑ رہے ہو؟ صحابیہؓ نے جواب دیا عمرؓ! ہم اس لئے مکہ چھوڑ رہے ہیں کہ تم اور تمہارے بھائی ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کرتے۔ اور ہمیں خدائے واحد کی عبادت کرنے میں یہاں آزادی میسر نہیں۔ اس لئے ہم وطن چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں جا رہے ہیں۔ اب باوجود اس کے کہ

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایمان کا اعلیٰ معیار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کچھ جائیداد خریدی۔ خریدنے والے کو اس زمین سے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا اس پر خریدنے والے نے بیچنے والے کے پاس جا کر کہا تم نے جو زمین میرے پاس بیچی ہے اس میں سے یہ سونا ملا ہے اس سونے پر تمہارا حق ہے کیونکہ میں نے تو صرف زمین خریدی ہے یہ سونا نہیں خریدا اس لئے یہ تمہیں واپس کرنے آیا ہوں۔ جس نے جائیداد بیچی تھی اس نے جواب دیا میں نے تو تمہارے پاس زمین اور جو کچھ اس میں ہے تمام حقوق کے ساتھ بیچ دی ہے اس لئے یہ سونا واپس نہیں لوں گا۔ آخر یہ تنازعہ وہ دونوں ایک بزرگ کے پاس لے گئے۔ اس نے حالات سن کر پوچھا کیا تمہارا کوئی بچّہ ہے ان میں سے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے۔ اس پر ثالث نے تجویز کیا کہ تم ان دونوں کی آپس میں شادی کر دو اور شادی کا خرچ اس سونے سے پورا کرو۔ چنانچہ اس فیصلہ پر وہ راضی ہو گئے اور شادی کے ذریعہ اخلاق کے یہ انمول نمونے روحانی قرب کے ساتھ ساتھ دنیاوی رشتہ میں بھی ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔

❁❁❁

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 08 اگست 2025 (مکمل متن)

حضور انور کے بصیرت افروز جوابات (قسط نمبر 91)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

تذکارِ مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

پیغام حضور انور بر موقعہ بتیسواں جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2024ء

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا، دُعائے مغفرت

ذکر خیر، نکاح و اعلانات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

دنیوی قوانین کی طرح اسلامی قوانین کا اطلاق بھی ایک نظام کے تحت ہی ہوتا ہے
جہاں اسلامی حکومت قائم ہوگی وہاں اسلامی سزاؤں کا اطلاق انتظامیہ کے تحت ہی عمل میں آئیگا کسی کو ازخود مجرم کو سزا دینے کا ہرگز اختیار نہیں ٭

ایک مسلمان کیلئے یہ لازمی ہے کہ وہ جس ملک کا باشندہ ہے اس ملک کے قوانین کی پابندی کرے اور قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے معاملات طے کرے ٭

بدلہ اسی شخص سے لیا جائے گا جس نے جرم کیا ہے، خواہ وہ مسلمان ہو، غیر مسلم ہو، عورت ہو، مرد ہو، آزاد ہو یا غلام
صحابہؓ کا طریق عمل بھی یہی رہا ہے کہ وہ غیر مسلم کے مسلم قاتل کو سزائے قتل دیتے تھے ٭

جنت میں غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلتا چلا جائے گا
تنزل کبھی نہیں ہوگا اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے اور پیچھے نہ ہٹیں گے ٭

حج اور عمرہ کے دوران بھی مرد و خواتین دونوں ہی کو پردہ کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان مناسک کو ادا کرنا چاہئے، اور مرد و خواتین کا اس دوران بھی اختلاط پسند نہیں کیا گیا، اسی لیے ابتدا میں شریعت نے حج اور عمرہ وغیرہ میں عورت کے ساتھ اس کے محرم کے ہونے کی جو شرط رکھی تھی، اس میں ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر جبکہ لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے، اس ہجوم میں عورت کا محرم اس کا ہاتھ وغیرہ پکڑ کر اسے دوسرے لوگوں سے اپنی پناہ میں رکھ سکتا ہے ٭

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی ہے اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی کریں گے تو ہم ان تمام انعامات کے وارث ٹھہریں گے جن کا خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے ٭

قرآن کریم میں بیان باغوں والی مثال سے مُراد اسلام اور مسیحی مذاہب ہیں، عیسائیوں نے خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر ایک کمزور انسان کو خدا کا درجہ دے دیا جس کے نتیجہ میں وہ روحانی طور پر تباہ ہو گئے، مذہب کی دنیا میں روحانی تباہی ہی اصل تباہی ہوتی ہے، اگر کوئی مذہب روحانی لحاظ سے مردہ ہو جائے تو اسکے پاس مال و متاع کا ہونا اسکی ترقی اور کامیابی کی علامت نہیں ہوتا ٭

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

حضور انور کے بصیرت افروز جوابات (قسط 91)

سوال: یوکے سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 179 کے حوالے سے دریافت کیا ہے کہ کیا اسلام میں قصاص فرض ہے؟ اور اگر حکومت اور قانون عام انسان کا قصاص نہ لے تو کیا عام انسان خود اپنے پیارے کا قصاص لینے کا حق رکھتا ہے؟ پھر اسی آیت میں ہے کہ عورت کا بدلہ عورت کے برابر لیا جائے گا، اس کا کیا مطلب ہے؟ نیز سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 252 کے حوالے سے دریافت کیا ہے کہ کیا حضرت داؤد علیہ السلام اور طالوت ایک ہی شخصیت ہیں، جبکہ تفاسیر میں ان دونوں کا الگ الگ زمانہ بیان ہوا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 3/جون 2023ء میں ان سوالات کا حسب ذیل جواب عطا فرمایا۔

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیوی قوانین کی طرح اسلامی قوانین کا اطلاق بھی ایک نظام کے تحت ہی ہوتا ہے۔ اس لیے جہاں اسلامی حکومت قائم ہوگی وہاں اسلامی سزاؤں کا اطلاق انتظامیہ کے تحت ہی عمل میں آئے گا کسی کو ازخود کسی مجرم کو سزا دینے کا ہرگز اختیار نہیں ہے کیونکہ ازخود بدلے لینے سے ملک میں فساد پیدا ہو جائے گا اور ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو جائے گا۔

جہاں پر اسلامی حکومت نہیں وہاں پر بھی سزاؤں کے قوانین بہر حال موجود ہیں۔ جن ممالک میں عدل و انصاف کی حکمرانی ہے وہاں پر بھی قانون کے مطابق ہی مجرم کو سزا دی جاتی ہے۔ پس اگر ان قوانین پر چلا جائے تو ایسی صورت ہی پیدا نہیں ہوتی اور کسی کو ازخود قصاص لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پھر ایک مسلمان کے لیے یہ بھی حکم ہے کہ وہ جس ملک کا باشندہ ہے اس کے لیے لازمی ہے کہ وہ اس ملک کے قوانین کی پابندی کرے اور قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے معاملات طے کرے۔

سورۃ البقرہ کی آیت 179 کے ایک حصہ کا یہ ترجمہ کہ ”عورت کا بدلہ عورت کے برابر لیا جائے گا۔“ کا مطلب ہے کہ اگر قاتل عورت ہو تو اسی قاتل عورت سے بدلہ لیا جائے گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کے حاشیہ میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر کوئی آزاد آدمی کسی کو قتل کر دے تو خواہ مقتول غلام مرد ہو یا غلام عورت، یا آزاد مرد ہو یا آزاد عورت، اسی آزاد قاتل کو قتل کر کے بدلہ لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی قاتل غلام ہو تو اسی قاتل غلام سے بدلہ لیا جائے گا اور اگر قاتل عورت ہو تو اسی قاتل عورت سے (خواہ وہ حُرّ ہو یا غلام) بدلہ لیا جائے گا۔ (تفسیر صغیر صفحہ 37 حاشیہ نمبر 2)

حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت آپ کے چھوٹے بیٹے عبیداللہ بن عمر نے شبہ کی بنا پر ایک ایرانی شخص ہرمزان کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ جب خلیفہ بنے تو آپ نے عبیداللہ بن عمر کو پکڑ کر ہرمزان کے بیٹے قماذبان کے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تیرے باپ کا قاتل ہے اور تو ہماری نسبت اس پر زیادہ حق رکھتا ہے پس جا اور اسے قتل کر دے۔ (تاریخ طبری جلد 3 صفحہ 305)

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدلہ اسی شخص سے لیا جائے گا جس نے وہ جرم کیا ہے، خواہ وہ مسلمان ہو، غیر مسلم ہو، عورت ہو، مرد ہو، آزاد ہو یا غلام۔ اس واقعہ میں بھی قاتل مسلمان تھا اور مقتول غیر مسلم، اور اسلامی حکومت کے سربراہ حضرت عثمانؓ نے اس مسلمان پر جرم ثابت ہونے پر اسی مسلمان مجرم پر سزا کے نفاذ کے لیے اسے مقتول کے بیٹے کے حوالہ کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کے قاتل کو سزا دینے کے لیے اسے مقتول کے بیٹے کے حوالے کرنے کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس روایت سے ثابت ہے کہ صحابہؓ کا طریق عمل بھی یہی رہا ہے کہ وہ غیر مسلم کے مسلم قاتل کو سزائے قتل دیتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواہ کسی ہتھیار سے کوئی شخص مارا جائے وہ مارا جائیگا۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قاتل کو گرفتار کرنے والی اور اس کو سزا دینے والی حکومت ہی ہے کیونکہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ عبیداللہ بن عمرؓ کو گرفتار بھی حضرت عثمانؓ نے کیا اور اس کو قتل کے لیے ہرمزان کے بیٹے کے سپرد بھی انہوں نے ہی کیا۔ نہ ہرمزان کے کسی وارث نے اس پر مقدمہ چلایا اور نہ اس نے گرفتار کیا۔

اس جگہ اس شبہ کا ازالہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کو سزا دینے کے لیے آیا مقتول کے وارثوں کے سپرد کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے کیا یا خود حکومت کو سزا دینی چاہیے۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ معاملہ ایک جزوی معاملہ ہے اس لیے اس کو اسلام نے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق عمل کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ قوم اپنے تمدن اور حالات کے مطابق جس طریق کو زیادہ مفید دیکھے اختیار کر سکتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں طریق ہی خاص خاص حالات میں مفید ہوتے ہیں۔
(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۱۴۶۔ مطبوعہ یوکے ۲۰۲۳ء)

حضرت داؤدؑ اور طالوت کے بارہ میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ طالوت اور جالوت دونوں صفاتی نام ہیں۔ طالوت کے معنی لمبے اور مضبوط شخص کے ہیں اور جالوت اس شخص کو کہتے ہیں جو ملک میں ڈاکہ زنی کر کے

باقی صفحہ نمبر 08 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

فتح مکہ کے فوراً بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کے ٹھکانوں کو مسمار کرنے کا ارشاد فرمایا

تا کہ لوگوں کے دلوں سے ان کے فرضی خوف اور عظمت کا خیال جاتا رہے اور یہ پُرحکمت فیصلہ بہت بابرکت ثابت ہوا

کیونکہ ان کے انہدام سے لوگوں کے دلوں میں ان کا جھوٹا خوف اور رعب جاتا رہا اور ان کو یقین ہونے لگا کہ اس خدائے واحد و یگانہ کا تصور ہی صحیح ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے

سردارانِ قریش میں سے اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے زیادہ نماز روزے کے پابند اور صدقہ دینے میں سُہیل سے بڑھ کر اَور کوئی نہ تھا۔ کثرت سے گریہ و بکا کرنے والے تھے۔ قرآن پڑھتے وقت اکثر رویا کرتے تھے

فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے رؤسائے مکہ کی اکثریت نے بعد میں اپنی زندگیوں میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کیا تھا

غزوہ فتح مکہ کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا روح پرور بیان

مکرم چودھری عبدالغفور صاحب جام شورو سندھ اور مکرم محمد علی صاحب کرتار پور فیصل آباد کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 08 ؍اگست 2025ء بمطابق 08 ؍ظہور 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ-

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

جلسہ سے پہلے فتح مکہ کے واقعات کا ذکر ہو رہا تھا۔ میں نے بعض شدید مخالفین اسلام اور ان کے قبول اسلام کا ذکر کیا تھا۔ ان میں سے چند ایک اَور بھی ہیں۔ ایک وحشی بن حرب ہے۔ غزوۂ احد میں حضرت حمزہؓ کو اسی نے شہید کیا تھا اور فتح مکہ کے بعد طائف بھاگ گیا۔ جب اہل طائف نے اسلام قبول کیا تو یہ بھی آیا اور اسلام قبول کر لیا۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 225 دار الکتب العلمیة بیروت)

بخاری کی روایت میں وحشی کے قبول اسلام کا ذکر اس طرح ہے جو خود اس نے بیان کیا ہے۔ کہتا ہے میں مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب اس میں اسلام پھیلا تو پھر میں طائف کی طرف نکل گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایلچی بھیجے اور مجھے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایلچیوں سے تعرّض نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا میں ان کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا کیا تم وحشی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا بات یہی ہے جو آپ کو پہنچی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لو؟ کہتے ہیں اس کے بعد میں وہاں سے نکل گیا۔ یعنی آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ مجھے اپنا چہرہ نہ دکھاؤ تا کہ مجھے دوبارہ خیال نہ آجائے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور مسیلمہ کذاب نے بغاوت کی تو کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں مسیلمہ کی طرف ضرور نکلوں گا تا کہ میں اسے قتل کروں اور اس کے ذریعہ حضرت حمزہ کا بدلہ ادا کر سکوں۔ انہوں نے کہا میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا۔ پھر اس کا حال ہوا جو ہوا یعنی اس کو قتل کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے گندمی رنگ کا ایک اونٹ ہے۔ سر کے بال پراگندہ ہیں۔ یہ مسیلمہ کذاب تھا جس کو انہوں نے وہاں کھڑا دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو اپنی برچھی ماری اور اسے اس کی چھاتیوں کے درمیان مارا یہاں تک کہ وہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان سے نکل گئی۔ انہوں نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص اُس کی طرف لپکا اور اس کی کھوپڑی پر تلوار کی ضرب لگائی۔ اس طرح وہ قتل کیا گیا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل حمزۃ بن عبد المطلبؓ حدیث 4072)

اسی طرح ایک عمرو بن ہاشم کی لونڈی سارہ تھی۔ یہ مُغَنِّیَہ تھی۔ فتح مکہ سے قبل آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے کچھ مانگا اور محتاجی کا شکوہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری نغمہ سرائی کو کیا ہوا تم تو بڑی گانا گایا کرتی تھی، پیسے کماتی تھی؟ اس نے کہا جب سے مشرکین کے سردار غزوہ بدر میں مارے گئے ہیں انہوں نے گانے سننے بند کر دیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک اونٹ غلہ عطا فرمایا پھر وہ قریش کے پاس آ گئی۔ ابن خَطَل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہجویہ شعر بتاتا تھا اور یہ ان ہجویہ شعروں کو گاتی تھی۔ یہ انعام لینے کے باوجود بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی اور یہ وہی تھی جس کے پاس حضرت حاطب کا خط ملا تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا اور حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہی۔

اسی طرح ایک ابن خَطَل کی لونڈی فَرْتَنٰی تھی۔ یہ بھی آپؐ کے بارے میں ہجویہ اشعار گاتی تھی۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 225 دار الکتب العلمیة بیروت)

پھر حضرت حارث بن ہشامؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ مکہ کا ایک ہر دلعزیز رئیس تھا اور ابوجہل کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہن اس کی بیوی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ حضرت ام ہانیؓ کے گھر داخل ہو گئے کیونکہ حضرت علیؓ ان کے پیچھے ان کو قتل کرنے کے لیے آ رہے تھے۔ حضرت ام ہانیؓ نے ان دونوں کو اپنے گھر میں چھپا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ان کو پناہ دی ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی سے فرمایا۔ جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ (سیرت حلبیہ صفحہ 133-134 دار الکتب العلمیة بیروت)

حارث بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ہم دو دن اس گھر میں ٹھہرے رہے پھر ہم اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ ہم صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کوئی ہم سے تعرّض نہیں کرتا تھا۔ ہمیں حضرت عمر سے ڈر لگتا تھا۔ کہتے ہیں کہ بخدا مَیں چادر اوڑھے اپنے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا تو اچانک حضرت عمر آ گئے۔ ان کے ساتھ کچھ مسلمان تھے۔ انہوں نے سلام کیا اور گزر گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے شرم آتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر جگہ مشرکین کے ہمراہ دیکھا تھا۔ پھر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی، رحمت اور صلہ رحمی یاد آ گئی۔ میں نے آپؐ سے ملاقات کی۔ اس وقت آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے تھے۔ آپ نے میرے ساتھ خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔ آپ نے فرمایا: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ تم جیسا انسان اسلام سے کیسے دور رہ سکتا تھا۔ حارث نے کہا بخدا! میں نے دیکھ لیا ہے کہ اسلام سے دور نہیں رہا جا سکتا۔

(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 133-134، 146 دار الکتب العلمیة بیروت) (امتاع جلد 1 صفحہ 389 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 250 دار الکتب العلمیة بیروت) (اسد الغابہ جلد اول صفحہ 644-645 دار الکتب العلمیة بیروت)

اسی طرح سُہَیل بن عمرو کا قبول اسلام ہے۔ یہ بھی مکہ کا رئیس تھا اور یہ وہی تھا جو معاہدہ حدیبیہ کرنے کے لیے قریش کی طرف سے بطور نمائندہ آیا تھا۔ سُہیل بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور غلبہ پا لیا تو میں اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے دروازہ بند کر لیا۔ میں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے پناہ طلب کرے۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد آپؐ سے امان طلب کر رہے ہیں۔ اہالیانِ مکہ کو تو عام معافی اور امان دی جا چکی تھی۔ دراصل یہ وہ ائمۃ الکفر تھے اور اتنے شدید مخالف رہ چکے تھے کہ انہیں تسلی نہیں ہوتی تھی اور سوچ ہی نہیں سکتے تھے کہ وہ امان میں رہیں گے اور اپنی جاہلانہ سوچ کے مطابق ان کو ایک دھڑکا لگا رہتا تھا کہ ان سے انتقام لیا جائے گا جس کی وجہ

سے انہوں نے اپنے بیٹے کو پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ امن میں ہے۔ وہ سامنے آئے یعنی آزادانہ باہر گھوما پھرا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرد بیٹھے ہوئے صحابہ سے فرمایا تم میں سے جو سُہیل سے ملے تو اسے تیز نظروں سے نہ دیکھے۔ سُہیل جیسا صاحبِ عقل وشرف زیادہ دیر اسلام سے دور نہیں رہ سکتا۔ اس نے دیکھ لیا ہے کہ جس امر میں وہ تھا یعنی کفر کی جو حالت ہے وہ اس کے لیے نفع بخش نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ اپنے باپ کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں بتایا تو سُہیل نے کہا بخدا! آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بھی احسان کرنے والے تھے اور اس عمر میں بھی احسان کرنے والے ہیں۔

حضرت سُہیل امن سے آتے جاتے رہے۔ غزوۂ حنین میں آپ کے ساتھ مشرک ہونے کی حالت میں شامل ہوئے تھے۔ غزوہ حنین میں شامل ہوئے لیکن اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ غزوۂ حنین سے واپسی پر جعرانہ کے مقام پر اسلام قبول کر لیا جو مکہ سے ستائیس کلومیٹر کے فاصلے پر بتایا جاتا ہے طائف کے راستے میں ایک کنواں ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 146 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (امتاع الاسماع جلد 13 صفحہ 386 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فرہنگ سیرت صفحہ 88 زوار اکیڈمی)

اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں حیرت انگیز روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ لکھا گیا ہے کہ فتح مکہ پر سرداران قریش میں سے اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے زیادہ نماز روزے کے پابند اور صدقہ دینے میں سُہَیل سے بڑھ کر اَور کوئی نہ تھا۔ کثرت سے گریہ وبکا کرنے والے تھے۔ قرآن پڑھتے وقت اکثر رویا کرتے تھے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 586 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں دیکھا کہ سُہَیل بن عمرو ذبح کرنے کی جگہ پر کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کیا۔ پھر سر مونڈھنے والے کو بلایا اور اپنے بال منڈھوائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سُہَیل کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اپنی آنکھوں سے لگا رہا تھا۔ جو بال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کٹوائے تھے وہ سُہیل کے ہاتھ میں آئے تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے لگایا۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے یاد آ گیا کہ یہی سُہیل صلح حدیبیہ کے وقت آپؐ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے روک رہا تھا جو معاہدے پہ لکھی جانی تھی اور لفظ محمد کے ساتھ رسول لکھنے پر بھی معترض تھا اور جب تک رسول اللہ کا لفظ مٹایا نہیں گیا اس نے معاہدہ لکھنا شروع نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس نے سُہیل کو اسلام کی طرف ہدایت دی اور پھر جب ہدایت دی تو پھر اخلاص ووفا میں بے انتہا بڑھے۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 64 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سُہیل بن عمرو کا ایک اَور کارنامہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں سُہیل قریش کے زبردست خطیب بھی تھے۔ یہ غزوۂ بدر میں کافر ہونے کی حالت میں مسلمانوں کے قیدی بنے۔ انہوں نے اپنے ہونٹوں پر نشان بنا رکھا تھا۔ حضرت عمر نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس کے سامنے والے دو دانت نکلوا دیں جہاں اس نے نشان بنائے ہوئے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کبھی بھی خطاب کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اس کے دانت نکال دیں منہ میں دانت نہیں ہوں گے تو ٹھیک طرح بولا نہیں جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو۔ قریب ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ تم اس کی تعریف کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس کو سزا دلوانا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہیں کچھ نہیں کہنا۔ ایک موقع آئے گا جب یہ اس مقام پر کھڑا ہو گا اور ایسی باتیں کرے گا کہ تم اس کی تعریف کرو گے۔ بہرحال وہ کہتے ہیں کہ یہ مقام اس وقت آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مکہ والے متزلزل ہو گئے۔ جب قریش نے اہلِ مکہ کو مرتد ہوتے دیکھا اور ایسی خراب حالت ہو گئی کہ حضرت عتّاب بن اَسِید اُمَوِی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل مکہ پر امیر مقرر تھے وہ چھپ گئے، تو اس وقت حضرت سُہیل بن عمرو خطاب کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور کہا اے قریش کے گروہ! تم آخر میں اسلام لائے ہو۔ آخر میں اسلام لا کر سب سے پہلے ارتداد اختیار کرنے والے نہ بننا۔ خدا کی قسم! یہ دین اسی طرح پھیلے گا جس طرح کہ چاند اور سورج طلوع سے غروب تک پھیلتے ہیں۔ اس طرح آپ نے یعنی سُہَیل نے ایک طویل خطاب کیا۔ چنانچہ اس خطاب نے مکہ والوں کے دلوں پر اثر کیا اور وہ رک گئے۔ حضرت عتّاب بن اَسِید جو چھپ گئے تھے وہ بھی بلائے گئے اور قریش اسلام پر ثابت قدم ہو گئے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 585 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر حضرت عُتبہ اور مُعَتِّب کا قبول اسلام ہے۔ اس بارے میں لکھا ہے۔ یہ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کے دن آپؐ مکہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تمہارے بھتیجے ابولہب کے بیٹے عتبہ اور مُعَتِّب کہاں ہیں؟ مَیں نے انہیں نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ وہ کہاں ہیں؟ حضرت عباس نے کہا وہ دیگر مشرکین کی طرح کنارہ کش ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت عباس سوار ہو کر عُرَنَہ گئے جو عرفات کے قریب ایک وادی ہے اور انہیں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور دونوں نے بیعت کر لی۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے ان کے ہاتھ پکڑے اور انہیں مُلْتَزِم پر لے آئے جو حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان بیت اللہ کی دیوار کا حصہ ہے جس سے لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے اور یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے اور کچھ دیر دعا مانگی پھر واپس تشریف لے آئے۔ خوشی آپ کے چہرے پر دیکھی جا سکتی تھی۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ میں آپؐ کے چہرے پر خوشی کے اثرات دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے چچا کے ان دو بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا تو اس نے مجھے یہ عنایت کر دیے۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 250 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 59، 284 زوار اکیڈمی)

پھر صَفْوَان بن اُمَیَّہ کا قبول اسلام ہے۔ صَفْوَان بن امیہ مکہ کے رئیس امیہ بن خَلَف کا بیٹا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے اشراف میں سے تھا اور قریش کے سب سے فصیح البیان لوگوں میں سے ایک تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا۔ یہ مسلمانوں کو مکہ میں تکلیف اور اذیت دینے والوں میں سے ایک تھا۔ غزوہ بدر کے بعد اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش بھی کی تھی اور عُمیر بن وہب کو اس کام کے لیے تیار کیا تھا۔

ہرچند کہ اس کا نام ان لوگوں میں شامل نہ تھا جن کے قتل کا حکم ہوا تھا لیکن یہ خود اس خوف اور اندیشے سے مکہ سے بھاگ گیا تھا کہ اس کو مار دیا جائے گا۔ یہ بحیرۂ احمر کی طرف جدہ کی طرف بھاگ گیا۔ عُمیر بن وہب جو اس کا دوست تھا اور اسلام قبول کر چکا تھا۔ یہ وہی عُمیر تھا جس کو صَفْوَان نے یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے مدینہ بھیجا تھا کہ تم ان کو قتل کر دو تو تمہارے بال بچوں کی کفالت وحضانت میرے سپرد ہو گی لیکن عُمیر جب مدینہ پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سارے منصوبے کا علم ہو گیا اور یہ معجزہ دیکھ کر عُمیر اسی وقت اسلام لے آئے۔ اب فتح مکہ کے موقع پر عُمیر اپنے دوست صَفْوَان کے اسلام لانے کے آرزومند تھے اور متفکر تھے۔ حضرت عُمیر بن وہبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صَفْوَان میری قوم کا سردار ہے۔ وہ آپؐ کے خوف سے بھاگ گیا ہے۔ آپ اسے امان عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے امان ہے۔ انہوں نے درخواست کی کہ مجھے اپنی کوئی نشانی عطا فرمائیں جو میں اسے آپ کی طرف سے امان کے طور پر دکھا سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عمامہ جو پہنا ہوا تھا اتارا اور اس کو دے دیا۔ حضرت عُمیر عازم سفر ہوئے حتیٰ کہ صَفْوَان کو جا لیا جو کہ کشتی میں سوار ہونے والا تھا۔ حضرت عُمیر نے اسے کہا میں اس ذات کے پاس سے آیا ہوں جو سارے لوگوں سے زیادہ پاک باز ہے۔ سارے لوگوں سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو میں تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان لے کر آیا ہوں۔ صَفْوَان نے کہا میں تمہارے ساتھ واپس نہیں جاؤں گا حتی کہ تم مجھے ان کی کوئی نشانی دکھاؤ جسے میں جانتا ہوں۔ اس پر انہوں نے آپؐ کا دیا ہوا عمامہ دکھایا۔ صَفْوَان حضرت عُمیر کے ساتھ آ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ اس وقت مسجد میں صحابہ کو نماز عصر پڑھا رہے تھے۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو صَفْوَان نے بلند آواز سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! عُمیر میرے پاس آپ کی چادر لے کر آیا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالکل درست ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے دو ماہ کی مہلت دیں میں ابھی اسلام قبول کرنا نہیں چاہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار مہینے دیے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ تم اسلام قبول کر لو گے۔ چنانچہ صَفْوَان مشرک ہونے کی حالت میں ہی مکہ میں رہنے لگا۔ جب آپ ہَوَازِن تشریف لے گئے اور غزوہ طائف اور حنین کے بعد مال غنیمت تقسیم فرمایا تو آپ نے صَفْوَان کو دیکھا۔ وہ اس گھاٹی کو دیکھ رہا تھا جو بھیڑ بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ لگاتار انہیں دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صَفْوَان کو دیکھ رہے تھے کہ وہ گھاٹی کو دیکھ رہا ہے جہاں مال بھرا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس گھاٹی نے تمہیں تعجب میں ڈال دیا ہے کہ کتنا مال اس گھاٹی میں ہے؟ صَفْوَان نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گھاٹی اور اس میں جو کچھ ہے سب کچھ تمہارا ہے۔ لے جاؤ اسے۔ صَفْوَان نے ان کے سارے اموال پر قبضہ کر لیا اور کہا جس عمدہ طریقے پر نبی کا نفس سخاوت کرتا ہے اس طرح کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسی جگہ اسلام قبول کر لیا۔

ارشاد باری تعالیٰ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ ۚ ﴿سورۃ الانفال:۲﴾

وہ تجھ سے اموالِ غنیمت سے متعلق سوال کرتے ہیں۔

تو کہہ دے کہ اموالِ غنیمت اللہ اور رسول کے ہیں۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

﴿سورۃ الانفال:۲﴾

پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے درمیان اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

صَفْوَان نے مکہ میں بیالیس ہجری میں حضرت معاویہ کی خلافت میں وفات پائی۔بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے ہنگامے کے وقت شہید ہوئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 253-254 دارالکتب العلمیة بیروت)(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 135 دارالکتب العلمیة بیروت)
(فتح مکہ از محمد باشمیل صفحہ 321 تا 325 نفیس اکیڈمی کراچی)(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 24-25 دارالکتب العلمیة بیروت)
(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 297)(ابن ہشام صفحہ 449 دارالکتب العلمیة بیروت)

فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والے ان رؤسائے مکہ کی اکثریت نے بعد میں اپنی زندگیوں میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کیا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں مکہ تشریف لائے تو شہر کے بڑے بڑے رؤساء جو مشہور خاندانوں میں سے تھے ان کے ملنے کے لیے آئے۔انہیں خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر ہمارے خاندانوں سے اچھی طرح واقف ہیں اس لیے اب جبکہ وہ خود بادشاہ ہیں ہمارے خاندانوں کا بھی پوری طرح اعزاز کریں گے اور ہم پھر اپنی گم گشتہ عزت کو حاصل کر سکیں گے۔ چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے آپ،حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں شروع کر دیں۔ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت عمر کی مجلس میں حضرت بلال آ گئے۔تھوڑی دیر گزری تو حضرت خَبّاب آ گئے اور اس طرح یکے بعد دیگرے اول الایمان غلام آتے چلے گئے یعنی شروع میں جو ایمان لانے والے غلام تھے وہ سارے ایک کے بعد ایک کر کے چلے آئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ان رؤساء یا ان کے آباء کے غلام رہ چکے تھے۔ بہرحال رؤساء بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سارے آنے والے ان کے آباء واجداد کے غلام تھے جیسا کہ میں نے بتایا اور جب وہ غلام تھے تو اس وقت اپنی طاقت کے زمانے میں یہ لوگ ان پر شدید ترین ظلم کیا کرتے تھے۔حضرت عمر نے ہر غلام کی آمد پر اس کا استقبال کیا۔یعنی وہ جو غلام تھے،ماضی کے غلام اور آج کے معزز لوگ تھے ان کا معزز کے طور پر استقبال کیا۔حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہر غلام کی آمد پر اس کا اس طرح استقبال کیا جیسے رؤساء ہوں اور رؤساء سے کہا کہ آپ ذرا پیچھے ہو جائیں۔رؤساء مجلس میں آگے بیٹھے ہوتے تھے۔جب یہ پرانے ایمان لانے والے آتے تھے تو آپ ان رؤساء کو جو مکہ کے رؤساء تھے کہتے ذرا پیچھے ہٹ جاؤ ان کو آگے بیٹھنے دو حتیٰ کہ وہ نوجوان رؤساء جو حضرت عمر سے ملنے آئے تھے وہ ہٹتے ہٹتے دروازے تک پہنچ گئے۔اس زمانے میں کوئی بڑے بڑے ہال تو ہوتے نہیں تھے ایک چھوٹا سا کمرہ ہوگا اور چونکہ وہ سب اس میں سما نہیں سکتے تھے اس لیے پیچھے ہٹتے ہٹتے رؤساء کو جوتیوں میں بیٹھنا پڑا۔جب مکہ کے وہ رؤساء جوتیوں میں جا پہنچے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کس طرح ایک کے بعد ایک مسلمان غلام آیا اور اس کو آگے بٹھانے کے لیے ان لوگوں کو یا رؤساء کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا گیا تو ان کے دل کو سخت چوٹ لگی۔حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بھی اس وقت کچھ ایسے سامان پیدا کر دیے کہ یکے بعد دیگرے کئی ایسے مسلمان آ گئے جو کسی زمانے میں کفار کے غلام رہ چکے تھے۔اگر ایک بار ہی وہ رؤساء پیچھے ہٹتے تو ان کو احساس بھی نہ ہوتا مگر چونکہ بار بار ان کو پیچھے ہٹنا پڑا اس لیے وہ اس بات کو برداشت نہ کر سکے اور اٹھ کر باہر چلے گئے۔ باہر نکل کر وہ ایک دوسرے سے شکایت کرنے لگے کہ دیکھو آج ہماری کیسی ذلّت اور رسوائی ہوئی ہے۔ایک ایک غلام کے آنے پر ہم کو پیچھے ہٹایا گیا ہے یہاں تک کہ ہم جوتیوں میں جا پہنچے۔اس پر ان میں سے ایک نوجوان بولا اس میں کس کا قصور ہے؟ عمر کا ہے یا ہمارے باپ دادا کا ہے؟ اگر تم سوچو تو معلوم ہوگا کہ اس میں حضرت عمر کا تو کوئی قصور نہیں۔ یہ ہمارے باپ دادا کا قصور تھا جس کی آج ہمیں سزا ملی کیونکہ خدا نے جب اپنا رسول مبعوث فرمایا تو ہمارے باپ دادا نے مخالفت کی مگر ان غلاموں نے اس کو قبول کیا اور ہر قسم کی تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا۔اس لیے آج اگر ہمیں مجلس میں ذلیل ہونا پڑا ہے تو اس میں عمر کا کوئی قصور نہیں ہمارا اپنا قصور ہے۔اس کی یہ بات سن کر دوسرے کہنے لگے کہ ہم نے یہ تو مان لیا کہ یہ ہمارے باپ دادا کے قصور کا نتیجہ ہے مگر کیا اس ذلّت کے داغ کو دور کرنے کا کوئی ذریعہ بھی ہے یا کوئی نہیں؟ اس پر سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آتی۔ چلو حضرت عمرؓ سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ اس کا کیا علاج ہے۔ چنانچہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے اس کو آپ بھی خوب جانتے ہیں اور ہم بھی خوب جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے کہ معاف کرنا میں مجبور تھا کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں معزز تھے۔ شاید تمہارے غلام ہوں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں یہ لوگ معزز تھے۔اس لیے میرا بھی فرض تھا کہ میں ان کی عزت کرتا۔انہوں نے کہا ہم جانتے ہیں۔ یہ ہمارے ہی قصور کا نتیجہ ہے لیکن آیا اس عار کو مٹانے کا بھی کوئی ذریعہ ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو اس زمانے میں آجکل جو ہم یہاں بیٹھے ہیں اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔آجکل اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ وہ لوگ جو مکہ کے رؤساء تھے انہیں مکہ میں کس قدر اثر و رسوخ حاصل تھا لیکن حضرت عمر اُن کے خاندانی حالات کو بخوبی جانتے تھے۔آپ مکہ میں پیدا ہوئے تھے اور مکہ میں بڑے ہوئے تھے۔اس لیے حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ ان نوجوانوں کے باپ دادا کس قدر عزت رکھتے تھے۔حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ کوئی شخص ان کے سامنے آنکھ اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔آپ جانتے تھے کہ انہیں کس قدر رعب اور دبدبہ حاصل تھا۔جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت عمر کے سامنے ایک ایک کر کے یہ تمام واقعات آ گئے اور آپ پر رقت طاری ہو گئی۔اس وقت آپ غلبۂ رِقّت کی وجہ سے بول بھی نہ سکے صرف آپ نے ہاتھ اٹھایا اور شمال کی طرف انگلی سے اشارہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ شمال میں یعنی شام میں بعض اسلامی جنگیں ہو رہی ہیں۔اگر تم ان جنگوں میں شامل ہو جاؤ تو ممکن ہے کہ اس کا کفارہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ وہاں سے اٹھے اور جلد ہی ان جنگوں میں شامل ہونے کے لیے چل پڑے۔تاریخ بتاتی ہے کہ وہ رئیس زادے جتنے تھے ان میں سے ایک شخص بھی زندہ واپس نہیں آیا سب اسی جگہ شہید ہو گئے اور اس طرح انہوں نے اپنے خاندانوں کے نام پر سے داغِ ذلت کو مٹا دیا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 97 تا 99)

بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ یرموک میں ان رؤساء نے قابل تعریف جرأت اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ جب جنگ ختم ہوئی تو مسلمانوں نے خاص طور پر عکرمہ اور ان کے ساتھیوں کو تلاش کیا تو کیا دیکھا کہ ان آدمیوں میں سے بارہ شدید زخمی ہیں ان میں ایک عکرمہ بھی تھے۔ایک مسلمان سپاہی ان کے پاس آیا اور عکرمہ کی حالت دیکھی۔ بڑی خراب تھی۔اس نے کہا: اے عکرمہ! میرے پاس پانی کی چھاگل ہے تم کچھ پانی پی لو۔عکرمہ نے منہ پھیر کر دیکھا تو پاس ہی حضرت عباس کے بیٹے حضرت فضل زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔عکرمہ نے اس مسلمان سے کہا کہ میری غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت مدد کی جب میں آپ کا شدید مخالف تھا وہ اور ان کی اولاد تو پیاس کی وجہ سے مر جائے اور میں پانی پی کر زندہ رہوں۔ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا ایک نیا جذبہ ان میں پیدا ہوا تھا۔اس لیے پہلے انہیں یعنی حضرت فضل بن عباس کو پانی پلا لو اگر کچھ بچ جائے تو پھر میرے پاس لے آنا۔وہ مسلمان حضرت فضل کے پاس گیا۔انہوں نے اگلے زخمی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ پہلے اسے پانی پلاؤ۔وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔وہ اس زخمی کے پاس گیا تو اس نے اگلے زخمی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے پہلے اسے پانی پلاؤ۔اس طرح وہ جس سپاہی کے پاس جاتا وہ اسے دوسرے کے پاس بھیج دیتا اور کوئی نہ پیتا۔جب وہ آخری زخمی کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔وہ واپس دوسرے کی طرف آیا یہاں تک کہ عکرمہ تک پہنچا مگر وہ سب فوت ہو چکے تھے۔

(ہر احمدی عورت احمدیت کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے،انوار العلوم جلد 26 صفحہ 230-231)

دعوت الی اللہ کے لیے اور بعض بڑے بتوں کے انہدام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دستے مقرر فرمائے تھے۔ان کو روانہ فرمایا۔اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات کی طرف دستے بھیجے۔بنیادی طور پر یہ جنگ و قتال کے لیے نہیں تھے۔ان کا مقصد دعوت الی اللہ کا پیغام پہنچانا تھا اور بعض جگہوں پر نصب کیے ہوئے بتوں کو گرانا تھا جو توحید پر ایمان لانے میں ایک روک تھی۔جس کا فرضی اور مصنوعی خوف لوگوں کے دلوں میں سمایا ہوا تھا اور ان کا یہ تصور خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانے میں روک بنا ہوا تھا۔اہل عرب کی اکثریت کے دلوں میں تین بتوں یا دیویوں کی بہت عظمت تھی۔ان کے نام یہ ہیں لات،منات اور عُزّٰی۔

لات: یہ دیوی طائف میں تھی تمام عرب میں اس کی عظمت اور توقیر تھی۔لوگ اس کا نام لے کر قسم کھایا کرتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھایا کرتے تھے۔عمرو بن لُحَیّ جو عربوں میں بت پرستی کا بانی سمجھا جاتا ہے اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ موسم سرما میں طائف میں لات کے پاس اور گرمیوں کا موسم عُزّٰی کے پاس گزارتا ہے۔

منات: یہ عربوں کا قدیم ترین بت تھا۔ یہ سمندر کے کنارے قُدَیْد میں مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔اہل عرب اس کی تعظیم کرتے اور اس پر قربانیاں کرتے تھے۔اوس اور خزرج خاص طور پر اس کی اس قدر تعظیم کرتے تھے کہ وہ منات کے نام پر احرام باندھتے تھے۔اس کی عظمت و تعظیم کے پیش نظر صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی نہیں کرتے تھے۔ جب حج کرتے تو اپنے سروں کو نہ منڈواتے بلکہ واپسی پر منات کے پاس آتے اور یہاں سر منڈواتے،قیام کرتے اور اس کے بغیر اپنا حج مکمل نہ سمجھتے تھے۔

عُزّٰی: یہ قریش کا سب سے بڑا بت تھا جو نخلہ کے قریب نصب تھا۔انہوں نے اس کے لیے ایک قربان گاہ بھی بنائی ہوئی تھی جس میں وہ اپنی قربانیاں کرتے تھے۔اس کے نام پر اپنے لوگوں کے نام رکھتے اور اس کی قسم کھایا کرتے تھے۔عَمرو بن لُحَیّ جو عربوں میں بت پرستی کا بانی سمجھا جاتا ہے اس نے لوگوں کے دلوں میں بتوں کے بارے میں جو غلط خیالات شدید طور پر پیدا کر دیے تھے اس سے لوگ ان بتوں سے بہت خوفزدہ بھی تھے اور بڑا احترام کرتے تھے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ مختلف موسم ان بتوں کے پاس گزارتا تھا۔ بہرحال اس طرح کے تصورات نے عُزّٰی دیوی کی عظمت اس قدر لوگوں میں پیدا کر دی کہ جس طرح کعبہ کی طرف ہدیہ اور نذرانے لائے جاتے تھے اسی طرح وہ عُزّٰی کی طرف لے جانے لگے۔ یہ وہی بت ہے کہ جنگ احد کے موقع پر ابوسفیان نے فتح کی خوشی میں اس کا نام لیتے ہوئے کہا تھا۔إِنَّ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ۔کہ ہمارے لیے عُزّٰی ہے اور تمہارا کوئی عُزّٰی نہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر توکّل کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں، اَے میرے اللہ! میں تیری عزّت کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تُو مجھے گمراہی سے بچا، تُو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں، جِنّ و انس سب کیلئے فنا مقدّر ہے۔(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل)

طالبِ دُعا: نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

یوں تو اہل عرب عموماً ان تینوں بتوں کی تعظیم کرتے تھے البتہ عُزّٰی قریش کے لیے مخصوص تھا۔ لات بنو ثقیف اور منات اوس اور خزرج کے لیے خاص تھا۔ اہل عرب کے تصور کے مطابق یہ تینوں مؤنث تھے یعنی دیویاں تھیں۔

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 202-203، 207 دارالسلام)(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 1 صفحہ 346 دارالسلام)

(تصورات عرب قبل از اسلام از عبیداللہ قدسی صفحہ 52 تا 55)(ابن ہشام صفحہ 77 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع...... حدیث 3039)

قرآن کریم نے ان تینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۲۰﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۱﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۲﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۳﴾ اِنْ هِىَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۴﴾ (النجم: 20 تا 24)

تم بھی ذرا لات اور عُزّٰی کا حال سناؤ۔ کیا ان کی بھی یہی شان ہے اور تیسرے منات کا بھی جو ان کے علاوہ ہے۔ کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور خدا کے لیے لڑکیاں۔ یہ تو نہایت ہی ناقص تقسیم ہے۔ یہ تو کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں ورنہ ان میں حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اللہ نے ان بتوں کے لیے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ وہ صرف ایک وہم کی اور خواہش نفسانی کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے مگر پھر بھی نہیں سمجھتے۔

بہرحال جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ فتح مکہ کے فوراً بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کے ان ٹھکانوں کو مسمار کرنے کا ارشاد فرمایا تا کہ لوگوں کے دلوں سے ان کے فرضی خوف اور عظمت کا خیال جاتا رہے اور یہ پُرحکمت فیصلہ بہت بابرکت ثابت ہوا کیونکہ ان کے انہدام سے لوگوں کے دلوں میں ان کا جھوٹا خوف اور رعب جاتا رہا اور ان کو یقین ہونے لگا کہ اس خدائے واحد و یگانہ کا تصور ہی صحیح ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

ان بتوں کو کس طرح گرایا گیا کس طرح یہ جگہیں مسمار کی گئیں اور اس کا پھر ردّعمل کیا ہوا۔ ابتدا میں کوئی مخالفت ہوئی کہ نہیں، اس کے کچھ تھوڑے سے واقعات جو ہیں یہ ان شاء اللہ آئندہ آگے بیان کروں گا۔

نماز کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جن میں سے ایک ہیں مکرم چودھری عبدالغفور صاحب ابن چودھری غلام قادر صاحب جو جام شورو حیدرآباد کے ہیں۔ گذشتہ دنوں بانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ زمیندار خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ بڈھا کوٹ سے 1900ء کے اوائل میں کوٹ احمدیاں شفٹ ہوئے۔ آپ کے والد نے سلسلہ اور خلافت سے محبت کے باعث آپ کو اعلیٰ دینی اور دنیوی تعلیم کے لیے 1942ء میں قادیان بھجوایا جہاں چودھری صاحب نے ہجرت پاکستان تک تعلیم حاصل کی اور وہاں بزرگان اور صحابہ کی نیک صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ یہاں آنے کے بعد پھر بقیہ تعلیم چودھری غفور صاحب نے چنیوٹ اور ربوہ میں حاصل کی۔ پھر بعد میں کراچی سے مکینیکل انجنیئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور 1993ء میں ان کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے زندگی وقف کی۔ یوگنڈا میں دو سال تک ایک پراجیکٹ پر خدمت کی توفیق پائی۔ احمدیت کے بڑے دلیر سپوت تھے۔ خدمت خلق کرنے والے، بہت وسیع القلب تھے۔ بلا امتیاز سب کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کوشاں رہتے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ قائد علاقہ رہے ہیں۔ انصار اللہ میں بھی نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ لمبا عرصہ تک سیکرٹری امور عامہ حیدرآباد بھی رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو امیر ضلع نوابشاہ اور نوشہرو فیروز مقرر فرمایا تھا جس کی ذمہ داری آپ نے بڑی محنت سے ادا کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

ان کی ایک بیٹی حمیرہ صاحبہ کہتی ہیں کہ خدمت خلق کو یہ اپنا بینک بیلنس کہا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ یقین رکھتے تھے۔ بے شمار احمدی اور غیر احمدی ایسے ہیں کہ آپ کے ذریعہ ان کی حاجات پوری ہوئیں۔ بلا امتیاز مسافروں، مریضوں، لاچاروں کی مالی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور بڑی بڑی رقمیں بھی دے دیا کرتے تھے۔ سلسلہ کی خاطر مالی قربانی کا جذبہ بھی غالب تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی منانے کے لیے مالی تحریک فرمائی تو فوراً لبیک کہتے ہوئے اگلے روز ہی ربوہ میں اپنے مکان کو فروخت کر کے اس کی ساری رقم اس مدّ میں دے دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خلافت کے بعد 1966ء میں جب سندھ کا دورہ کیا تو حیدرآباد سے ان کے گھر کوٹ احمدیاں میں بھی گئے۔ 1981ء میں قصرِ خلافت کی ربوہ میں جب تعمیر ہو رہی تھی اور اس وقت ان کو حکومت کی طرف سے کسی پراجیکٹ کے لیے افریقہ بھیجا جا رہا تھا اور وہ ان کے لیے بڑا اچھا موقع تھا۔ جب یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں مشورے کے لیے حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ وہاں نہیں جانا۔ اس کو چھوڑو، یہاں میرا قصر خلافت بن رہا ہے اس کی چھتیں وغیرہ پڑ رہی ہیں اس کی نگرانی کرو۔ چنانچہ اگلے روز ہی انہوں نے کام سنبھال لیا اور وہیں رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی پھر ان کو نوازا۔ اس کے بعد جب وہ وہاں رخصت کو پورا کر کے واپس گئے تو گورنمنٹ کی طرف سے وہی کنٹریکٹ ان کو دوبارہ مل گیا اور کہتے تھے یہ محض خلافت کی برکت سے ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور رابعؒ سے بھی بڑا تعلق تھا۔ وہ بھی ان کے ہاں آتے تھے۔ گھر میں بھی رہے۔ اسی طرح جب میں وہاں پاکستان میں تھا تو مجھے بھی ان کے گھر جانے کا موقع ملا اور ان کے گھر ٹھہرنے کا بھی موقع ملا۔ بڑی مہمان نوازی کرنے والے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ تو مجھے رات کے وقت سفر کرنا پڑا۔ سندھ میں حالات بھی ٹھیک نہیں تھے تو انہوں نے کہا مَیں تمہیں رات کو لے کر جاؤں گا، بارش بھی ہو رہی تھی۔ طوفانی بارش تھی۔ سڑکیں پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں لیکن بہرحال یہ لے گئے۔ ہم رات کو منزل پہ پہنچے جہاں میں نے پہنچنا تھا۔ اس کے بعد میں نے انہیں کہا آپ رات یہیں گزاریں۔ صبح چلے جائیں۔ اکیلے نہ جائیں تو کہتے ہیں نہیں۔ اور اسی وقت اپنی گاڑی میں بیٹھے اور رات کو ہی روانہ ہو گئے۔ بڑے دلیر اور بہادر انسان تھے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ کے لیے بھی آپ کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ جیلوں میں جا کے انتظامیہ سے رابطہ کر کے ان کے لیے سہولیات کا انتظام کیا کرتے تھے۔

انسانیت کی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر ان میں بھرا ہوا تھا۔ عزیز رشتہ داروں کا، غریبوں محتاجوں کا خیال رکھتے۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں بڑی خدمت کرتے۔ نظام خلافت سے گہری محبت رکھتے تھے۔ خلیفہ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے تھے اور ان کی روزانہ کی گفتگو کا حصہ ہی خلافت ہوتی تھی۔ ان کے جو غیر احمدی ملنے والے ہیں وہ بھی ان کی نیکیوں کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ ان پر بھی انہوں نے ایک اچھا اثر نیک اثر چھوڑا ہوا تھا۔ حلقہ احباب ان کا بہت وسیع تھا اور ہر جگہ ایک احمدی کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ گورنمنٹ کے افسران، سندھ کے جتنے بڑے بڑے سیاسی خاندان تھے ان سے ان کے اچھے تعلقات تھے اور ان کو اکثر وہ جماعت کا چھپا ہوا قرآن کریم پیش کیا کرتے تھے اور کھل کر جماعت کا تعارف کراتے بلکہ ممکن ہوتا تو ان کو ربوہ بھی لے کر آتے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا ذکر مکرم محمد علی صاحب۔ چک 275 کرتار پور فیصل آباد کا ہے۔ یہ بھی گذشتہ دنوں ستر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے بھی تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے ان کے لوساکا زیمبیا میں مبلغ سلسلہ ہیں جو آجکل یہاں جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے والد کے جنازہ میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔

یہی طاہر احمد سیفی صاحب (مبلغ سلسلہ) کہتے ہیں کہ والد صاحب کے خاندان میں احمدیت کا آغاز خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام میں ہوا جب آپ کے دادا موسیٰ صاحب نے احمدیت قبول کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خوش مزاج، خاموش طبع، ملنسار، خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار، خندہ پیشانی سے پیش آنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔ ہر کام کے لیے پہلے خلیفہ وقت کو خط لکھ کر دعا کے لیے کہتے۔ جماعتی اور دینی امور میں خاموشی سے حصہ لیتے اور جہاں تک ممکن ہوتا حتی الوسع اپنی حیثیت کے مطابق مالی قربانی میں بھی حصہ لیتے۔ جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا ہے اس وقت ان کے گھر ٹی وی نہیں تھا تو ایم ٹی اے کا آغاز ہوتے ہی فوری طور پر ٹی وی گھر میں لے آئے کہ خلیفہ وقت کی آواز کو براہِ راست سننا ہے۔ کہتے ہیں مجھے نہیں یاد پڑتا کہ خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی ایسی تحریک ہو جس میں والد صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیا ہو۔ غیروں سے بھی ان کا بڑا شفقت کا سلوک تھا۔ فیکٹری میں جہاں یہ ملازمت کرتے تھے وہاں بہت سارے غیر احمدیوں کو انہوں نے فیکٹری میں ملازمت دلوائی لیکن جیسا کہ عادت ہے غیر احمدیوں کی بعضوں کا اتنا ظرف نہیں ہوتا تو اس کے باوجود کہ انہوں نے ان سے نیکی کی انہوں نے لوگوں کی باتوں میں آ کر مالکان سے شکایت کی اور زور دیا کہ ان کو نوکری سے نکالا جائے۔ بہرحال ان کو نوکری سے نکال دیا گیا لیکن انہوں نے کوئی شور شرابہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی فریاد کی اور کچھ عرصہ بعد فیکٹری کے مالک نے دوبارہ ان کو بلایا اور وہیں اسی پوزیشن پہ دوبارہ ان کو بحال کر دیا لیکن جنہوں نے ایسا سلوک کیا تھا انہوں نے ان سے بدتہذیبی کا نہیں بلکہ ان سے بھی نیک سلوک کیا اور ان کے پھر بھی کام کرتے رہے۔ کہتے ہیں تبلیغ سے زیادہ ان کا حسن سلوک تھا جس کی وجہ سے فیصل آباد شہر کے آٹھ افراد نے احمدیت قبول کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۹/اگست ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس دن مدینہ تشریف لائے، آپؐ کی آمد کی وجہ سے اُس دن مدینہ کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا تھا اور جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہوئے مدینہ کی ہر جگہ تاریک ہو گئی۔ (ترمذی باب فی وفات النبیؐ، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 64)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 354، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دعا : سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

حضرت عمرؓ اسلام کے شدید دشمن تھے، باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمانوں کو مارنے پر تیار رہتے تھے، رات کے اندھیرے میں اُس صحابیہؓ سے یہ جواب سُن کر کہ ہم وطن چھوڑ رہے ہیں اس لئے کہ تم اور تمہارے بھائی ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کرتے اور ہمیں خدائے واحد کی عبادت آزادی سے نہیں کرنے دیتے، حضرت عمرؓ نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اور اس صحابیہؓ کا نام لے کر کہا اچھا جاؤ خدا تمہارا حافظ ہو۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عمرؓ پر رقت کا ایسا جذبہ آیا کہ آپ نے خیال کیا کہ اگر میں نے دوسری طرف منہ نہ کیا تو مجھے رونا آجائے گا۔ اتنے میں اُس صحابیہؓ کے خاوند بھی آگئے۔ وہ سمجھتے تھے کہ عمرؓ اسلام کے شدید دشمن ہیں۔ انہوں نے جب آپ کو وہاں کھڑا دیکھا تو خیال کیا یہ ہمارے سفر میں کوئی روک پیدا نہ کر دیں۔ انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ یہ یہاں کیسے آ گیا؟ اُس نے بتایا کہ وہ اس طرح آیا تھا اور اُس نے سوال کیا تھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ کوئی شرارت نہ کر دے۔ اُس صحابیہؓ نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے (عرب عورتیں عام طور پر اپنے خاوندوں کو چچا کا بیٹا کہا کرتی تھیں) تم تو یہ کہتے ہو کہ وہ کہیں کوئی شرارت نہ کر دے مگر مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے کسی دن مسلمان ہو جانا ہے کیونکہ جب میں نے کہا عمرؓ! ہم اس لئے مکہ چھوڑ رہے ہیں کہ تم اور تمہارے بھائی ہمیں خدائے واحد کی عبادت آزادی سے نہیں کرنے دیتے تو اُس نے منہ پھیر لیا اور کہا اچھا جاؤ خدا تمہارا حافظ ہو۔ اُس کی آواز میں ارتعاش تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضرور کسی دن مسلمان ہو جائیگا۔

دن اسی طرح گزرتے چلے گئے اور حضرت عمرؓ اسلام کی برابر سختی سے مخالفت کرتے رہے۔ ایک دن اُن کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس مذہب کے بانی کا ہی کام تمام کر دیا جائے۔ اور اس خیال کے آتے ہی انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور رسول کریم ﷺ کے قتل کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں کسی نے پوچھا عمرؓ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد (ﷺ) کو مارنے کیلئے جا رہا ہوں۔ اُس شخص نے ہنس کر کہا اپنے گھر کی تو پہلے خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ اُس شخص نے کہا تم خود جا کر دیکھ لو۔ حضرت عمرؓ وہاں گئے دروازہ بند تھا اور اندر ایک صحابیؓ قرآن کریم پڑھا رہے تھے۔ آپ نے دستک دی۔ اندر سے آپ کے بہنوئی کی آواز آئی کون ہے؟ عمرؓ نے جواب دیا عمرؓ۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت عمرؓ آئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ آپ اسلام کے شدید مخالف ہیں تو انہوں نے صحابیؓ کو جو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہیں چھپا دیا۔ اسی طرح قرآن کریم کے اوراق بھی کسی کونہ میں چھپا کر رکھ دیئے اور پھر دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ چونکہ یہ سُن کر آئے تھے کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے آتے ہی دریافت کیا کہ دروازہ کھولنے میں دیر کیوں کی ہے۔ آپ کے بہنوئی نے جواب دیا آخر دیر لگ ہی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ بات نہیں کوئی خاص امر دروازہ کھولنے میں روک بنا ہے۔ مجھے آواز آ رہی تھی کہ تم اُس صابی کی باتیں سُن رہے تھے (مشرکین مکہ رسول کریم ﷺ کو صابی کہا کرتے تھے) انہوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن حضرت عمرؓ کو غصّہ آیا اور وہ اپنے بہنوئی کو مارنے کیلئے آگے بڑھے۔ آپ کی بہن اپنے خاوند کی محبت کی وجہ سے درمیان میں آ گئیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ ہاتھ اُٹھا چکے تھے اور اُن کی بہن اچانک درمیان میں آ گئیں وہ اپنا ہاتھ روک نہ سکے اور اُن کا ہاتھ زور سے اُن کی ناک پر لگا اور اُس سے خون بہنے لگا۔ حضرت عمرؓ جذباتی آدمی تھے یہ دیکھ کر کہ انہوں نے عورت پر ہاتھ اُٹھایا ہے جو عرب کے طریق کے خلاف تھا، اور پھر بہن پر ہاتھ اٹھایا ہے، حضرت عمرؓ نے بات ٹلانے کیلئے کہا اچھا مجھے بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے سمجھ لیا کہ عمرؓ کے اندر نرمی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں اُس نے کہا جاؤ تمہارے جیسے انسان کے ہاتھ میں مَیں وہ پاک چیز دینے کیلئے تیار نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں کیا کروں۔ بہن نے کہا وہ سامنے پانی ہے نہا کر آؤ۔ تب وہ چیز تمہارے ہاتھ میں دی جا سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نہائے اور واپس آئے۔ بہن نے قرآن کریم کے اوراق جو وہ سُن رہے تھے آپ کے ہاتھ میں دیئے۔ چونکہ حضرت عمرؓ کے اندر ایک تغیر پیدا ہو چکا تھا اس لئے قرآنی آیات پڑھتے ہی اُن کے اندر رقت پیدا ہوئی اور جب وہ آیات ختم کر چکے تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ الفاظ سن کر وہ صحابیؓ بھی باہر نکل آئے جو حضرت عمرؓ سے ڈر کر چھپ گئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول کریم ﷺ آجکل کہاں مقیم ہیں؟ رسول اللہ ﷺ اُن دنوں مخالفت کی وجہ سے گھر بدلتے رہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آجکل آپ دارِ ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اسی حالت میں جبکہ ننگی تلوار انہوں نے لٹکائی ہوئی تھی اُس گھر کی طرف چل پڑے۔ بہن کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ بُری نیت سے نہ جا رہے ہوں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کہا خدا کی قسم! میں تمہیں اُس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک تم مجھے اطمینان نہ دلا دو کہ تم کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ میں کوئی فساد نہیں کرونگا۔ حضرت عمرؓ وہاں پہنچے اور دستک دی۔ رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ اندر بیٹھے ہوئے تھے، دینی درس ہو رہا تھا۔ کسی صحابیؓ نے پوچھا کون؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ عمرؓ! صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! دروازہ نہیں کھولنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کوئی فساد کرے۔ حضرت حمزہؓ نئے نئے ایمان لائے ہوئے تھے وہ سپاہیانہ طرز کے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھول دو۔ میں دیکھوں گا وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عمرؓ! تم کب تک میری مخالفت میں بڑھتے چلے جاؤ گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں مخالفت کیلئے نہیں آیا میں تو آپ کا غلام بننے کیلئے آیا ہوں۔ وہ عمرؓ جو ایک گھنٹہ پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے اور رسول کریم ﷺ کو مارنے کیلئے گھر سے نکلے تھے ایک آن میں اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔ حضرت عمرؓ مکہ کے رئیسوں میں سے نہیں تھے لیکن بہادری کی وجہ سے نوجوانوں پر آپ کا اچھا اثر تھا۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو صحابہؓ نے جوش میں آ کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اس کے بعد نماز کا وقت آیا اور رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھنی چاہی تو وہی عمرؓ جو دو گھنٹے قبل گھر سے اس لئے نکلا تھا کہ رسول کریم ﷺ کو مارے، اُس نے دوبارہ تلوار نکال لی اور کہا یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ کا رسول اور اُس کے ماننے والے تو چھپ کر نمازیں پڑھیں اور مشرکین مکہ باہر دندناتے پھریں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ ہمیں خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے سے کون روکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ جذبہ تو بہت اچھا ہے لیکن ابھی حالات ایسے ہیں کہ ہمارا باہر نکلنا مناسب نہیں۔ یہ ایک غیر معمولی انقلاب تھا جو حضرت عمرؓ کے اندر پیدا ہوا اور آناً فاناً آپ شدید دشمن سے اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 140 تا 143، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصاراللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب آدمی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اسکے سوائے سب اسکی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں پس وہ شجاعت اور بہادری کیساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اسکو ڈرا نہیں سکتا۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 354، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے ✿ اگر سوچو، یہی دارُ الجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی ✿ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

طالبِ دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ✿ ہم کو وہی پیارا دِلبر وہی ہمارا

اُس بِن نہیں گزارا غیر اُس کے جھوٹ سارا ✿ یہ روز کر مبارک سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالبِ دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 / مئی 2017ء)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 02

فساد پھیلائے اور منظم حکومت کے خلاف کارروائیاں کرے۔ طالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے دوسو سال پہلے گزر چکا تھا لیکن چونکہ طالوت کی صفات اور اس کے زمانہ کے حالات حضرت داؤد علیہ السلام کی صفات اور آپ کے زمانہ کے حالات سے مماثلت رکھتے تھے اسی طرح طالوت کے دشمن جالوت کی مماثلت حضرت داؤد کے دشمن کے ساتھ تھی اس لیے حضرت داؤد علیہ السلام کو طالوت کا صفاتی نام دیا گیا اور آپ کے دشمن کو جالوت کا صفاتی نام دیا گیا۔ کام میں مماثلت کی وجہ سے کسی پہلے شخص کا نام کسی بعد میں آنے والے شخص کو دے دیا جاتا ہے جیسے بہادر شخص کو رستم کہہ دیا جاتا ہے اور سخاوت میں بڑھے ہوئے شخص کو حاتم طائی کہہ دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے ایک شعر میں اپنے لیے داؤد اور اپنے دشمن کے لیے جالوت کے صفاتی نام استعمال فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

اِک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ کی آیات ۲۴۸ اور ۲۵۲ کی وضاحت میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: طالوت سے مراد جدعون ہے اور یہ صفاتی نام ہے جو طَالَ سے نکلا ہے جس کے معنے ہیں لمبا اور مضبوط ہو گیا اور جدعون کے معنے عبرانی زبان میں اپنے مادہ کے اعتبار سے گرانے یا کاٹنے کے ہیں اور جدعون ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنے مخالف کو کاٹ ڈالتا اور زمین پر گرا دیتا ہے۔ بائبل میں بھی جدعون کو بہادر پہلوان کے نام سے پکارا گیا ہے (دیکھو قاضیوں باب ۶ آیت ۱۲) پس طالوت اور جدعون دونوں ہم معنے الفاظ ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۶۲ حاشیہ نمبر ۶)

فرمایا: جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں پہلی آیات میں جدعون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اب ان آیات میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ جدعون کے واقعہ سے بہت کچھ ملتا ہے۔ جدعون کے وقت میں فلسطینیوں نے اسرائیل کو فلسطین سے نکالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی کوشش تھی جو حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں آکر ختم ہوئی۔ پس اس واقعہ کو مشابہت مضمون کی وجہ سے اس کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ پہلا جدعون کا واقعہ ہے اور یہ داؤدؑ کا واقعہ ہے اور دونوں میں دوسو سال کا فاصلہ ہے۔

اب ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ بائبل کے رو سے داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا تھا۔ لیکن قرآن کریم نے جدعون کے واقعہ میں بھی جالوت کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ جالوت بھی ایک صفاتی نام ہے۔ عبرانی کے لحاظ سے بھی اور عربی کے لحاظ سے بھی۔ جالوت اس شخص کو کہتے ہیں جو ملک میں فساد کرتا پھرے یعنی ڈاکے مارتا پھرے۔ اور منظم حکومتوں کے خلاف اٹھنے والے اسی طرح کام کیا کرتے ہیں۔ پس نام کے معنوں کے لحاظ سے جدعون کے دشمن کو بھی جالوت کہا گیا ہے اور داؤدؑ کے دشمن کو بھی جالوت کہا گیا ہے۔ اور دونوں جگہ یہ نام صفاتی طور پر استعمال ہوا ہے۔ جدعون کا دشمن بھی ایک آوارہ گرد ڈاکو تھا جو ملک میں فساد پھیلاتا پھرتا تھا اور جالوت کہلا سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے ملک میں امن قائم کرنے کے لیے جس دشمن کا مقابلہ کیا وہ بھی آوارہ گرد فسادی تھا اور جالوت کہلانے کا مستحق تھا۔ پس دونوں کے دشمنوں کو جالوت کہا گیا ہے۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۶۵ حاشیہ نمبر ۱)

سوال: پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اگلے جہان میں ہمارا علم کس نوعیت کا ہوگا اور کیا وہ علم بڑھے گا؟ حج کے دوران عورت مرد کا پردہ کیوں نہیں ہے؟ قرآن کریم میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو سب کا امام بنایا ہے۔ تو کیا ملت ابراہیم کی پیروی کرنی چاہیے اور کیسے؟ قرآن کریم میں جو دو آدمیوں کے باغ کا واقعہ بیان ہوا جس میں ایک غرور کرتا تھا اور اس کا باغ تباہ ہو جاتا ہے۔ کیا اس سے عیسائیت اور اسلام مراد ہیں اور کیا عیسائیت کا باغ تباہ ہونے والا ہے؟ لیکن ایسا کب ہوگا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۴ /جون ۲۰۲۳ء میں ان سوالات کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اگلے جہان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری جو راہنمائی فرمائی ہے اس کے مطابق اُس عالم کا علم روحانی اور غیر متناہی ہوگا۔ جس طرح جنت کے درجات اور مقامات لامتناہی ہوں گے اسی طرح ہمارے علم میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عالم آخرت کے غیر متناہی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تیسرا دقیقہ معرفت کا یہ ہے کہ علم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہوں گی۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم:۹) یعنی جو لوگ دنیا میں ایمان کا نور رکھتے ہیں ان کا نور قیامت کو ان کے آگے اور ان کے داہنی طرف دوڑتا ہوگا، وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہنچا اور اپنی مغفرت کے اندر ہمیں لے لے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہمارے نور کو کمال تک پہنچا۔ یہ ترقیات غیر متناہیہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا۔ پھر دوسرا کمال نظر آئے گا اس کو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے۔ پس کمال ثانی کے حصول کے لیے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو ایک تیسرا مرتبہ کمال کا ان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اس کو دیکھ کر پہلے کمالات کو ہیچ سمجھیں گے اور اس کی خواہش کریں گے۔ یہی ترقیات کی خواہش ہے جو اَتْمِمْ کے لفظ سے سمجھی جاتی ہے۔

غرض اسی طرح غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلا جائے گا۔ تنزل کبھی نہیں ہوگا اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے اور پیچھے نہ ہٹیں گے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۳، ۴۱۲)

پس عالم آخرت میں ہمارا علم صرف روحانیت کی بنا پر ہوگا اور اس میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہے گا، جس طرح اُس عالم میں دیگر نیکی کے امور اور روحانی درجات میں اضافہ ہوگا۔

حج کے دوران مرد و خواتین کے پردہ کے بارہ میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ حج میں بھی عورتوں اور مردوں کا پردہ ہوتا ہے۔ آپ کو کس نے کہہ دیا کہ پردہ نہیں ہوتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ عورتیں اپنا چہرہ کھلا رکھ کر مناسک حج ادا کرتی ہیں۔ اور چہرہ کھلا رکھنا عام حالات میں بھی جائز ہے۔ اصل اسلامی پردہ یہ ہے کہ عورت باہر نکلتے ہوئے اس طرح کا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے جس میں اس کے جسمانی اعضا نمایاں نہ ہوں اور اس کا سر اور سینہ ڈھکا ہوا ہو۔ باقی پردہ کی روح تو حج اور عمرہ کے دوران بھی قائم رہتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اموی دور حکومت میں جب ہشام بن عبدالملک کے مقرر کردہ والیٔ مکہ محمد بن اسماعیل بن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کر دیا تو عطاء بن ابی رباح نے اسے کہا کہ تم انہیں اس کام سے کس طرح روک سکتے ہو، جبکہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں نے مردوں کے ساتھ حج کیا۔ (ابن جریج جو اس روایت کے ایک راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ) میں نے (عطاء بن ابی رباح سے) پوچھا، پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد یا اس سے پہلے؟ اس پر عطاء نے کہا! مجھے میری عمر کی قسم ہے، میں نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد ان کو دیکھا ہے۔ جریج نے پوچھا وہ مردوں کے ساتھ مل کر کیسے حج کر لیتی تھیں؟ عطاء نے کہا کہ وہ مردوں کے ساتھ ہرگز ملتی جلتی نہیں تھیں۔ حضرت عائشہؓ مردوں سے جدا رہ کر طواف کرتی تھیں اور ان کے ساتھ اختلاط نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا ام المومنین! چلیے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا تم جاؤ اور خود مردوں میں جانے سے انکار کر دیا۔ ازواج نبی ﷺ رات کو اس طرح نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ اس طرح طواف کرتیں کہ جب وہ خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتیں تو باہر ہی کھڑی رہتیں، جب مرد باہر نکل جاتے تو وہ اندر جاتیں۔

(بخاری کتاب الحج باب طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ)

پس حج اور عمرہ کے دوران بھی مرد و خواتین دونوں ہی کو پردہ کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان مناسک کو ادا کرنا چاہیے اور مرد و خواتین کا اس دوران بھی اختلاط پسند نہیں کیا گیا۔ اسی لیے ابتدا میں شریعت نے حج اور عمرہ وغیرہ میں عورت کے ساتھ اس کے محرم کے ہونے کی جو شرط رکھی تھی، اس میں ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر جبکہ لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے، اس ہجوم میں عورت کا محرم اس کا ہاتھ وغیرہ پکڑ کر اسے دوسرے لوگوں سے اپنی پناہ میں رکھ سکتا ہے۔

آپ کے اگلے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم جو ابوالانبیاء ہیں جنکی اللہ تعالیٰ سے وفا (النجم:۳۸) اور جنکے توحید پرست ہونے کا خاص طور پر قرآن کریم میں ذکر ہے۔ (آل عمران:۹۶) جنہیں خدا نے اپنا دوست کہا ہے۔ (النساء:۱۲۶) اور جن کی زندگی کو مومنوں کیلئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا۔ (الممتحنۃ:۵) اور جنکی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بنی اسرائیل کی ہدایت اور بھلائی کیلئے پے در پے انبیاء بھجوائے اور پھر بنی اسماعیل میں ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النّبیین کے طور پر مبعوث فرمایا۔ (البقرہ:۱۳۰) ان تمام خوبیوں کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام کے خطاب سے بھی نوازا۔ (البقرہ:۱۲۵) اور آپکی ملت کی پیروی کا حکم دیا۔ (النحل:۱۲۴) آپ کی ملت دراصل آپ کی نسل میں پیدا ہونیوالے انبیاء علیہم السلام ہیں نیز آپ کی تعلیمات پر چلنے والے مومنین ہیں، جنکی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں بیان ان غیر معمولی خوبیوں والے ابراہیم سے مراد ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں، جو حضرت ابراہیمؑ کے بروز کے طور پر اس دنیا میں تشریف لائے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا اور جن کی پیروی کا تمام انسانوں کو حکم دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسئلہ بروز کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صوفیائے کرام اس کو مانتے ہیں کہ کسی گزرے ہوئے انسان کی طبیعت، خو، اخلاق ایک اور میں آتے ہیں۔ ان کی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص قدم آدم پر ہے یا قدم نوح پر ہے۔ اس کو بعض بروز بھی بولتے ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانے کے لیے بروز ہے۔ جیسے ہابیل کا بروز شیث علیہ السلام تھے اور یہ پہلا بروز تھا۔ ہبل نوحہ کو کہتے ہیں۔ خدا نے شیثؑ کو یہ بروز دیا۔ پھر یہ سلسلہ برابر چلا گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بروز آنحضرت ﷺ تھے۔ اسی لیے عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا بَاب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا۔ ناقل) فرمایا اس میں یہی سرّ ہے۔ دو اڑھائی ہزار سال کے بعد عبداللہ کے گھر میں ظاہر ہوا۔ غرض بروز کا مذہب ایک متفق علیہ مسئلہ ظہورات کا ہے۔ (الحکم نمبر ۱۵، جلد ۵، مؤرخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۔ ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۰۱۔ مطبوعہ ۲۰۲۲ء)

پس آنحضورؐ کی اتباع ہی دراصل حضرت ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی ہے۔ اور جب ہم آپ ﷺ کے احکامات کی پیروی کریں گے تو ہم ان تمام انعامات کے وارث ٹھہریں گے جن کا خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور آنحضور ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے۔

باقی جہاں تک قرآن کریم میں بیان باغوں والی مثال کی بات ہے تو اس سے مراد یقیناً اسلام اور مسیحی مذاہب ہی ہیں۔ عیسائیوں نے روحانی تعلیمات کو چھوڑ کر دنیا کی عارضی شان و شوکت کو اختیار کیا، خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر ایک کمزور انسان کو خدا کا درجہ دے دیا، جس کے نتیجہ میں وہ روحانی طور پر تباہ ہو گئے۔ اور مذہب کی دنیا میں روحانی تباہی ہی اصل تباہی ہوتی ہے۔ دنیوی مال و متاع تو ویسے ہی عارضی اور وقتی سامان ہیں، اس لیے اگر کوئی مذہب روحانی لحاظ سے مردہ ہو جائے تو اس کے پاس اس عارضی مال و متاع کا ہونا ترقی اور کامیابی کی علامت نہیں ہوتا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 15 مارچ 2025ء)

سیرت خاتم النبیین ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

حدیبیہ سے واپسی اور سورۃ فتح کا نزول

قربانی وغیرہ سے فارغ ہوکر آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ اس وقت آپؐ کو حدیبیہ میں آئے کچھ کم بیس یوم ہو چکے تھے۔ جب آپؐ واپسی سفر میں عسفان کے قریب کراع الغمیم میں پہنچے اور یہ رات کا وقت تھا تو اعلان کرا کے صحابہ کو جمع کروایا اور فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اور وہ یہ ہے:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۲﴾ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ۝ ....لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ۙ مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَمُقَصِّرِیۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ ؕ ۔

یعنی ’’اے رسول! ہم نے تجھے ایک عظیم الشان فتح عطا کی ہے تا کہ ہم تیرے لئے ایک ایسے دور کا آغاز کرادیں جس میں تیری اگلی اور پچھلی سب کمزوریوں پر مغفرت کا پردہ پڑ جائے اور تا خدا اپنی نعمت کو تجھ پر کامل کرے اور تیرے لئے کامیابی کے سیدھے رستے کھول دے اور ضرور خدا تعالیٰ تیری زبردست نصرت فرمائے گا......حق یہ ہے کہ خدا نے اپنے رسول کی اس خواب کو پورا کر دیا جو اس نے رسول کو دکھائی تھی کیونکہ اب تم انشاء اللہ ضرور ضرور امن کی حالت میں مسجد حرام میں داخل ہوگے اور قربانیوں کو خدا کی راہ میں پیش کر کے اپنے سر کے بالوں کو منڈواؤ گے یا کترواؤ گے اور تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔‘‘ یعنی اگر تم اس سال مکہ میں داخل ہو جاتے تو یہ داخلہ امن کا نہ ہوتا بلکہ جنگ اور خون ریزی کا داخلہ ہوتا مگر خدا نے خواب میں امن کا داخلہ دکھایا تھا اس لئے خدا نے اس سال معاہدہ کے نتیجہ میں امن کی صورت پیدا کر دی اور اب عنقریب تم خدا کی دکھائی ہوئی خواب کے مطابق امن کی حالت میں مسجد حرام میں داخل ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب آپؐ نے یہ آیات صحابہ کو سنائیں تو چونکہ بعض صحابہ کے دل میں ابھی تک صلح حدیبیہ کی تلخی باقی تھی وہ حیران ہوئے کہ ہم تو بظاہر ناکام ہوکر واپس جا رہے ہیں اور خدا ہمیں فتح کی مبارک باد دے رہا ہے حتّٰی کہ بعض جلد باز صحابہ نے اس قسم کے الفاظ بھی کہے کہ کیا یہ فتح ہے کہ ہم طواف بیت اللہ سے محروم ہوکر واپس جا رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ایک مختصر سی تقریر میں جوش کے ساتھ فرمایا ’’یہ بہت بیہودہ اعتراض ہے کیونکہ غور کیا جائے تو واقعی حدیبیہ کی صلح ہمارے لئے ایک بڑی بھاری فتح ہے۔ قریش جو ہمارے خلاف میدان جنگ میں اترے ہوئے تھے انہوں نے خود جنگ کو ترک کر کے امن کا معاہدہ کر لیا ہے اور آئندہ سال ہمارے لئے مکہ کے دروازے کھول دینے کا وعدہ کیا ہے اور ہم امن وسلامتی کے ساتھ اہل مکہ کی فتنہ انگیزیوں سے محفوظ ہوکر آئندہ فتوحات کی خوشبو پاتے ہوئے واپس جا رہے ہیں۔ پس یقیناً یہ ایک عظیم الشان فتح ہے۔ کیا تم لوگ ان نظاروں کو بھول گئے کہ یہی قریش اُحد اور احزاب کی جنگوں میں کس طرح تمہارے خلاف چڑھائیاں کر کر کے آئے تھے۔ اور یہ زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی تھی اور تمہاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آتے تھے مگر آج یہی قریش تمہارے ساتھ امن وامان کا معاہدہ کر رہے ہیں۔‘‘ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سمجھ گئے۔ ہم سمجھ گئے۔ جہاں تک آپؐ کی نظر پہنچی ہے وہاں تک ہماری نظر نہیں پہنچتی۔ مگر اب ہم نے سمجھ لیا ہے کہ واقعی یہ معاہدہ ہمارے لئے ایک بھاری فتح ہے۔

حضرت عمرؓ کا مزید پیچ وتاب

آنحضرت ﷺ کی اس تقریر سے پہلے حضرت عمرؓ بھی بڑے پیچ وتاب میں تھے۔ چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی واپسی پر جب کہ آنحضرت ﷺ رات کے وقت سفر میں تھے تو اس وقت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کچھ عرض کرنا چاہا مگر آپؐ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ۔ سہ بارہ عرض کیا مگر آپؐ بدستور خاموش رہے۔ مجھے آنحضرتؐ کی اس خاموشی پر بہت غم ہوا اور میں اپنے نفس میں یہ کہتا ہوا کہ عمر تُو تو ہلاک ہوگیا کہ تین دفعہ تُو نے رسول اللہؐ کو مخاطب کیا مگر آپؐ نہیں بولے چنانچہ میں مسلمانوں کی جمعیت میں سے سب سے آگے نکل آیا اور اس غم میں پیچ وتاب کھانے لگا کہ کیا بات ہے؟ اور مجھے ڈر پیدا ہوا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی قرآنی آیت نازل نہ ہو جائے۔ اتنے میں کسی شخص نے میرا نام لے کر آواز دی کہ ’’عمر بن خطاب کو رسول اللہؐ نے یاد فرمایا ہے۔‘‘ میں نے کہا بس ہونہ ہو میرے متعلق کوئی قرآنی آیت نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ میں گھبرایا ہوا جلدی جلدی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے آپؐ کے پہلو میں آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا ’’مجھ پر اس وقت ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔‘‘ پھر آپؐ نے سورۂ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ صلح واقعی اسلام کی فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا ’’ہاں یقیناً یہ ہماری فتح ہے۔‘‘ اس پر حضرت عمرؓ تسلی پا کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 770 تا 772، مطبوعہ قادیان 2006)

❀❀❀

اُذۡکُرُوۡا مَوۡتَاکُمۡ بِالۡخَیۡرِ

میرے والد مکرم عبدالوہاب وگے صاحب

عاقب احمد وگے مبلغ سلسلہ انسپکٹر نظامت مال وقف جدید قادیان

مورخہ 19 اپریل 2025ء کو خاکسار کے والد صاحب اس دنیائے فانی سے رخصت ہوکر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد صاحب کا نام عبدالوہاب وگے تھا۔ آپ ضلع شوپیان کے گاؤں ترنج لنگنڈ ورہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی شادی ایک احمدی گاؤں آسنور ضلع کولگام میں ہوئی۔ آسنور کی پوری جماعت احمدی ہے۔ میری والدہ صاحبہ احمدی تھیں جبکہ والد صاحب غیر احمدی تھے۔ یہ شادی وہ ذریعہ تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں احمدیت کا راستہ دکھایا کیونکہ میری والدہ جماعت سے والہانہ محبت کرتی تھیں اور آج بھی کرتی ہیں، اسی محبت کی وجہ سے ہمارا گھر احمدیت کے ساتھ مضبوطی سے جڑا رہا۔ والدہ صاحبہ چونکہ آسنور کی تھیں اسلئے ہمارا آسنور آنا جانا ہوتا رہتا تھا۔ ہمارا آسنور آنا جانا ہمارے گاؤں ترنج لنگنڈ ورہ والوں کو چبھتا تھا۔

گاؤں والے ایک دن ہمارے گھر آئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ توبہ کرو اور آسنور آنا جانا چھوڑ دو ہمارے والد صاحب چونکہ غیر احمدی تھے، اور احمدیت کا ان کو کچھ علم نہیں تھا، اور ہم بھی چھوٹے تھے اس لئے ہماری والدہ ہی گاؤں والوں کے ساتھ بات کرتی تھیں۔ میری والدہ نے اُن سے پوچھا کہ ہمیں آسنور جانے سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟ گاؤں والوں نے بتایا کہ وہ مرزائی ہیں، مسلمان نہیں ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کو نہیں مانتے ہیں۔ میری والدہ نے ان کو کہا کہ ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہم آنحضرت ﷺ کو نہیں مانتے تو ہم اُسی وقت توبہ کر لیں گے اور جیسا آپ لوگ کہیں گے ویسا ہی کرینگے۔

میری والدہ صاحبہ نے گاؤں سے اپنے بھائی کو بلوایا تا کہ وہ گاؤں والوں کو سمجھائیں اور اُنہیں حقیقت سے آگاہ کریں۔ لیکن بھائی کے آنے سے پہلے اُنہوں نے اگلے ہی دن کسی مولوی کو بلایا اور گاؤں کی مسجد میں جماعت کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور گاؤں والوں کو کہا کہ اگر یہ مانتے نہیں تو ان کے ساتھ بائیکاٹ کرو اور پورے ضلع میں پوسٹر لگا دو۔ بعینہ ایسا ہی گاؤں والوں نے کیا اور پوسٹر پر میرے والد صاحب کا نام عبدالوہاب کی جگہ مرزا عبدالوہاب لکھا گیا اور لین دین سے پورے ضلع کو منع کیا گیا۔ خیر اس چیز سے ہمیں کوئی ڈر نہیں لگا بلکہ جماعت کی طرف پہلے سے زیادہ رغبت ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔

والدہ صاحبہ تو پہلے ہی سے احمدی تھیں اور گاؤں والوں کو ان کے اعتراضات کا جواب دیتی تھیں، اب ہمارا رجحان بھی احمدیت کی طرف بڑھنے لگا۔ خاکسار نے احمدیت کا مطالعہ کیا۔ قادیان جا کر قادیان دیکھا، احمدیت کو قریب سے دیکھا اور بیعت کر کے ایک اچھا مبلغ بننے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے خاکسار 2022ء میں جامعہ سے فارغ ہوا اور شاہد کی ڈگری حاصل کر کے ابھی دفتر وقف جدید مال میں بطور انسپکٹر خدمت بجا لا رہا ہے۔ الحمدللہ۔

خاکسار کے بعد سوائے والد صاحب کے گھر کے تمام افراد نے بیعت کر لی۔ والد صاحب نے گرچہ کہ خود بیعت نہیں کی لیکن ہمیں بیعت کرنے سے نہیں روکا۔ اس کے بعد جماعت کی طرف سے ہمارے گھر میں ایم. ٹی. اے لگا، میرے والد صاحب ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور جہاں ان کو کچھ سمجھ نہیں آتا تھا وہاں پوچھتے تھے۔ ایک دن خود ہی کہنے لگے کہ میں نے بھی بیعت کرنی ہے اور اللہ کے فضل سے والد صاحب کو بھی بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی الحمدللہ علی ذالک۔

والد صاحب کو گاؤں والے پوچھتے تھے کہ آپ کیوں جماعت میں داخل ہوئے تو والد صاحب ایک ہی جواب دیتے تھے کہ تم جس جماعت پر یہ الزام لگاتے ہو کہ وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ہیں اُن کا ایک ٹی وی چینل ہے اس میں آنحضرت ﷺ کے نام کے بغیر کوئی پروگرام ہی نہیں ہوتا ہے، اگر یقین نہیں آتا ہے تو ہمارے گھر آ جاؤ خود ہی دیکھو۔ ایک دن پاس کے ہی ایک غیر احمدی کو اپنے ساتھ لائے حضور انور کا خطبہ چل رہا تھا خطبہ سن کر وہ شخص متاثر ہوا۔ گاؤں والے اب ہمارے ساتھ اچھے سے پیش آتے ہیں۔

میرے والد صاحب انتہائی شریف النفس انسان تھے۔ نماز کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے، جمعہ کے دن پیدل چار پانچ کلو میٹر چل کر جماعت صوفن نامن نماز پڑھنے جاتے تھے۔ اور ہمیں بھی ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے تھے۔ قادیان سے بہت لگاؤ تھا۔ گزشتہ سال جلسے میں آئے تھے تقریباً ڈیڑھ ماہ یہاں رہ کے گئے۔ بہت مہمان نواز تھے، مہمانوں کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ رشتہ داری کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جب ہم احمدی ہوئے تو جو غیر از جماعت رشتہ دار تھے ان کا آنا جانا کم ہو گیا لیکن جب بھی وہ آتے تھے بڑے خوش ہوتے تھے۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کی ہمیں تلقین کرتے۔ اگر کوئی رشتہ دار بیمار ہوتا تھا اس کی عیادت کے لئے فوراً جاتے تھے۔ زبان کے پکے تھے۔ کثیر تعداد میں احمدی انکے جنازے میں شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ والد صاحب سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور سبھی گھر والوں کو ان کی خوبیاں اپنانے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جس غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی بنیاد رکھی ہے اس غرض کو پورا کرنے کے توفیق دے۔ آمین۔

❀❀❀

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

مخالفت خداتعالیٰ کی قدرت کے اظہار کا ذریعہ

اِس تازہ انکشاف کے بعد جو مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا ہے لازمی طور کچھ عرصہ کے لئے مخالفت کا بڑھ جانا ضروری ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اِس انکشاف کے بعد میں روزانہ دشمن کی طرف سے بیداری کا منتظر رہتا تھا اور اگر دشمن کی طرف سے مخالفت نہ ہوتی تو میرے دل میں پوری طرح تسلی نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اِس قسم کی باتوں کا پیدا ہونا انسان کے لئے بھی اور خداتعالیٰ کی شان کے اظہار کے لئے بھی ضروری ہے۔ اگر ہم آرام کے ساتھ اپنا کام کرتے جائیں اور دشمن کوئی مخالفت نہ کرے تو خداتعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ کہاں نظر آئے۔ خداتعالیٰ اس طرح اپنا ہاتھ دکھانا اور اپنے آپ کو روشناس کرانا چاہتا ہے اور خطرات پیدا کرکے اپنی طاقت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ جب تک تکالیف پیش نہ آئیں خداتعالیٰ کی قدرت ظاہر نہیں ہوتی۔ پس مخالفت کا جو نیا دور احراریوں کی طرف سے شروع ہوا ہے یا قادیان کے مخالفین نے جو مخالت ازسرِنو شروع کی ہے یہ اِس بات کی علامت ہے کہ خداتعالیٰ پھر اپنی قدرت کا ہاتھ دکھانا چاہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس سے اچھی بات ہمارے لئے اور کیا ہوسکتی ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرے اور نشان دکھائے۔ اُس کی قدرت مخالفت کے زمانہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے۔

میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے بارہا سنا ہے آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ ابوجہل گو بہت گندا تھا لیکن اگر وہ گندا نہ ہوتا تو قرآن کریم بھی نہ ہوتا۔ ابوبکرؓ جیسوں کے لئے تو صرف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ ہی کافی تھا۔ اتنا قرآن کریم تو مختلف مدارج رکھنے والے، طرح طرح کی تاریکیوں اور ظلمتوں میں پڑے ہوئے اور جہالتوں میں مبتلا لوگوں کے لئے ہی نازل ہوا ورنہ مومن کے لئے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ ہی کافی تھا۔ تو اِس قسم کی مخالفتیں بہت فائدہ کا موجب ہوئی ہیں اور ضروری ہیں۔ ان سے گھبرانا مومن کی شان کے خلاف بات ہے۔ بلکہ ہمیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ وہ خود کوئی نشان دکھائے۔ اِن گالیوں کو سُننا اور اِن تکالیف کو برداشت کرنا چاہئے اِن پر بگڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی خطرہ ہوسکتا ہے کہ کوئی کمزور اس سے گمراہ نہ ہوجائے لیکن جو شخص ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے گمراہ ہوسکتا ہے وہ ہمارے اندر رہ کر بھی کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ ایمان تو ایسی چیز ہے کہ اس راہ میں قدم مارنے والوں کو جان ہتھیلی پر لے کر چلنا پڑتا ہے۔

(بعض اہم اور ضروری امور (1944ء) انوار العلوم جلد 17 صفحہ 468، 469)

قادیان میں کشتی رانی

میں نے کئی دفعہ ایک واقعہ سنایا ہے۔ بچپن کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر ایک کشتی خریدی۔ اُس وقت وہ کشتی ہمیں 27 روپے میں مل گئی جو کہ اُس وقت کے لحاظ سے کافی سستی تھی اب تو کشتی دوسو روپے میں ملتی ہے۔ ہم قادیان کی ڈھاب میں اُس کشتی پر سیر کیا کرتے تھے۔ جیسے بچوں کا قاعدہ ہے دس پندرہ دن تک تو ہم باقاعدہ سیر کرتے رہے، پھر ہفتہ میں تین دن سیر کرتے، پھر ہفتہ میں دو دن اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم پندرہویں دن سیر کے لئے جاتے۔ جب ہم وہاں نہ ہوتے تو باہر کے لڑکے آکر اُس کشتی کو چلاتے۔ جب ہم کشتی کو آکر دیکھتے تو پہلے سے کچھ نہ کچھ خستہ حالت میں ہوتی۔ میں اس حالت سے بہت تنگ آیا اور میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ کسی طرح تم انہیں پکڑوا دو۔ ایک دن عصر کے وقت ایک لڑکا دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ میں ان لڑکوں کو پکڑوا دوں۔ اُس کشتی میں زیادہ سے زیادہ دس بارہ آدمی بیٹھ سکتے تھے لیکن جب میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ اٹھارہ اُنیس لڑکے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اتنے آدمی کشتی میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر غصہ سے کہا جلدی ادھر کشتی لاؤ۔ وہ گاؤں کے لڑکے تھے اور گاؤں والوں میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ بڑے زمینداروں کا مقابلہ کرسکیں۔ اِس ڈر سے کہ کہیں پٹ نہ جائیں اُن میں سے کچھ نے چھلانگیں لگا دیں اور تیر کر دوسرے کنارے نکل گئے اور کچھ اتنے مغلوب ہوئے کہ وہیں بیٹھے رہے اور کشتی کو کنارے کی طرف لے آئے۔ میں غصہ سے سوٹی پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور اس خیال میں تھا کہ جب یہ باہر آئیں گے تو میں اُنہیں خوب ماروں گا۔ وہ جب قریب آئے اور میری یہ حالت دیکھی تو اُن میں سے سوائے ایک کے باقی سب نے پانی میں چھلانگیں لگا دیں اور مختلف جہات کو دوڑ گئے۔ صرف ایک لڑکا کشتی میں رہ گیا جسے میں نے پکڑ لیا۔ میں سمجھتا تھا کہ اصل شرارتی یہی ہے اُس نے مدرسہ احمدیہ کے باورچی خانے کے پاس جہاں خانصاحب فرزند علی صاحب کا مکان ہے اور آجکل وہاں دفتر بیت المال ہے کشتی لاکر کھڑی کی۔ جب وہ کشتی سے اُترا تو میں نے کہا اِدھر آؤ۔ قریب آنے پر میرے دل میں معلوم نہیں کیا خیال آیا کہ میں نے سوٹی رکھ دی اور اُسے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ جس وقت میں نے ہاتھ اُٹھایا تو اُس نے بھی ہاتھ اُٹھایا۔ میں نے اُس کو مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا تھا لیکن اُس نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ہاتھ اُٹھایا تھا۔ اُس کی اِس حرکت کی تاب نہ لاتے ہوئے اور زیادہ غصہ میں آکر میں نے اپنا ہاتھ اور پیچھے کی طرف کھینچا تاکہ اُسے زور سے چانٹا رسید کروں لیکن جونہی میں نے ہاتھ پیچھے کیا اُس نے ہاتھ نیچے گرا دیا۔ اس وقت میری عمر 17 سال کے قریب تھی آج میں 57 سال کا ہوگیا ہوں گویا اِس واقعہ کو چالیس سال گزر چکے ہیں لیکن جب بھی یہ واقعہ مجھے یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور پسینہ چھوٹ جاتا ہے۔ جب اُس نے ہاتھ گرایا تو میں اُس وقت اتنا شرمندہ ہوا کہ میں سمجھتا تھا کہ کسی طرح زمین پھٹ جائے تو میں اس میں سما جاؤں۔ یہ میرے سامنے کھڑا ہے اور اُس نے ہاتھ پیچھے گرالیا ہے گویا دوسرے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ مجھے مارلو۔ اُس کی یہ نرمی میرے لئے اتنی تکلیف دہ تھی کہ میں اُس وقت اپنے آپ کو دنیا کا ذلیل ترین انسان خیال کرتا تھا۔ میں کہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور مجھے یہ ذلّت کی حالت نہ دیکھنی پڑے۔ اب دیکھو یہ کتنی چھوٹی سی چیز تھی۔ کشتی صرف 27 روپے کی تھی اور وہ بھی چند آدمیوں کے چندہ سے خریدی ہوئی اور وہ بھی پُرانی۔ پھر وہ سیکنڈ ہینڈ کشتی تھرڈ ہینڈ بنی پھر فورتھ ہینڈ بنی اور پھر ففتھ ہینڈ بنی لیکن اس پر بھی میں جوش میں آکر اُسے مارنے لگا مگر اُس نے اپنا ہاتھ نیچے کرلیا۔ اس کا نیچے ہاتھ گرانا کسی جذبۂ شرافت کے ماتحت نہیں تھا صرف اِس لئے تھا کہ وہ جانتا تھا کہ بڑے آدمی کے بیٹے ہیں اگر مارا تو ان کے ساتھی مجھے ماریں گے۔ پھر یہ بھی نہیں تھا کہ مظلوم ہونے کے باوجود اُس نے مجھ پر رحم کیا ہو بلکہ ظالم وہ تھا اور کمزور وہ تھا مگر باوجود اِس کے کہ وہ ظالم تھا اور کمزور تھا اُس کا یہ فعل میرے لئے اتنا تکلیف دہ ہوا کہ آج تک اس واقعہ کو یاد کرکے میں شرمندہ ہوجاتا ہوں۔

(نبوت اور خلافت اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوجاتی ہے انوار العلوم جلد 18 صفحہ 249 تا 251)

میری بیماری کا فکر شفقتِ پدری کا ایک واقعہ

ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر اس سفر میں کہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کسی ہندو پنشنر سیشن جج کی آمد کی خبر دینے آئے۔ جو بغرض ملاقات آئے تھے۔ آپؑ نے اس وقت ان سے کہا کہ میں بھی بیمار ہوں مگر محمود بھی بیمار ہے مجھے اس کی بیماری کا زیادہ فکر ہے آپ اس کا توجہ سے علاج کریں۔ تو والدین کو اپنی اولاد کا بڑا فکر ہوتا ہے۔ مگر تم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو احمدی بنانے کا فکر نہیں کرتے۔ اپنی اولاد کو دین نہیں سکھاتے۔ نماز کا وقت ہوگا تو سردی یا کسی اور وجہ سے کہیں گے بچے نے نماز نہیں پڑھی تو کیا ہوا ہے حالانکہ بچوں کی تربیت کا زمانہ ان کا بچپن کا ہی زمانہ ہوتا ہے اور بچپن کی تربیت ہی آئندہ زندگی میں کام آسکتی ہے۔

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 456، 457)

(تذکار مہدی صفحہ 93 تا 96، ایڈیشن 2020، یوکے)

۞۞۞۞

دُعائے مغفرت

۞ مکرم تنویر اختر صاحب ولد مکرم ارشاد احمد صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ امروہہ یو.پی کی مورخہ 21؍اگست 2025ء کو وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم اپنے پیچھے دو بیٹیاں سوگوار چھوڑ گئے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(مصوّر احمد امروہی کارکن بدر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تمام مذاہب، فرقے، رنگ و نسل اور قومیت کے لوگوں کی خدمت کرنا، جماعت کے اوّلین مقاصد میں سے ہے۔

(پیغام بر موقع اجتماع انصار اللہ ہالینڈ 2022)

طالبِ دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

طالبِ دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery
Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالبِ دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affiliated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

آپ کو جلسہ کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور اپنے تقویٰ یعنی راستبازی کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے
اور اپنے اندر اللہ کا حقیقی خوف پیدا کریں، اپنے اندرون کو بہتر کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں اور اپنی اخلاقی حالت کو پاک کریں
تا کہ آپ ان بلند معیاروں کو پاسکیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے کی ہے

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کریں
آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں
خصوصی طور پر میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں نیز دیگر تقریبات اور مواقع پر میرے خطابات بھی سنیں
اس سے آپ خلافت کے ساتھ ایک مستقل تعلق برقرار رکھ سکیں گے اور آپ کے ایمان کو بھی تقویت ملے گی

اب وقت آ گیا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور پختہ عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ اپنی زندگیوں میں تمام خالص تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے
تا کہ آپ شرائط بیعت کی ہر شرط پر قائم رہ سکیں اور اسے پورا کر سکیں جس کا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہے

بتیسویں جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2024ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ مسلمہ گوئٹے مالا،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 20، 21 اور 22/دسمبر 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو عظیم کامیابی سے نوازے اور آپ سب غیر معمولی برکات حاصل کریں اور ہمارے مذہب اسلام اور پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کے متعلق فہم کو بڑھائیں۔

یاد رکھیں کہ یہ کوئی عام دنیاوی تقریب یا میلہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 340، ایڈیشن 1989ء)

یقیناً یہ جلسہ آپ کے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہئے۔ یہ نہ صرف جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہئے بلکہ ایک دوسرے کا خیال رکھنے میں اور بڑے پیمانے پر انسانیت کی ضروریات کی خدمت کرنے میں آپ کو ایک عمدہ مثال قائم کرنے والا بنانا چاہئے۔ آپ کو اپنے روزمرہ کے طرز عمل اور رویے میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اسلام کی خدمت کا شوق اور جذبہ پیدا کریں اور ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔

اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو مَیں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ اُن تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور علم سے کام لو...... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔

(اشتہار 29/مئی 1898ء، مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 434)

اس لیے آپ کو جلسہ کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور اپنے تقویٰ یعنی راستبازی کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنے اندر اللہ کا حقیقی خوف پیدا کریں۔ اپنے اندرون کو بہتر کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں اور اپنی اخلاقی حالت کو پاک کریں تا کہ آپ ان بلند معیاروں کو پاسکیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے کی ہے۔ یقیناً مستقل طور پر آپ کو مثالی اور متقی احمدی مسلمان بننے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اسی لیے آپ میں سے ہر ایک کو پنجوقتہ نمازوں کو اپنی زندگیوں کا مقصد بنالینا چاہئے اور جتنا زیادہ ممکن ہو نماز باجماعت ادا کریں کیونکہ ایسا کرنے میں زیادہ اجر ہے۔ بے شک باجماعت نماز اتحاد اور ہم آہنگی کا ذریعہ بن جاتی ہے اور مومنین کی جماعت کے اتحاد اور طاقت کی عکاسی کرتی ہے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کریں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں نیز دیگر تقریبات اور مواقع پر میرے خطابات بھی سنیں۔ اس سے آپ خلافت کے ساتھ ایک مستقل تعلق برقرار رکھ سکیں گے اور آپ کے ایمان کو بھی تقویت ملے گی۔

تبلیغ کے حوالے سے میں آپ کی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرواتا ہوں جو ہر ایک فرد جماعت کا فرض ہے۔ ایک گذشتہ خطبہ میں میں نے احباب جماعت کو یوں یاددہانی کروائی تھی: ’’ہمارے سے اگر پوچھا جائے گا تو صرف اتنا جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھنا ہے کہ کیا ہم نے پیغام پہنچایا؟ یا پھر کیوں ہم نے اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا نہیں کیا؟ اور کیوں اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نہیں کیا؟ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ پیغام پہنچانا ہے۔ اسلام کی خوبیوں اور خوبصورت تعلیم کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے اور یہ کام ہم نے کرتے چلے جانا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ستمبر 2017ء)

لہٰذا آپ کو گوئٹے مالا کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو پھیلانے کے لئے دانشمندانہ منصوبہ بندی اور مؤثر پروگرامز تیار کرنے چاہئیں۔

آخر میں مَیں آپ سب سے کہتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور پختہ عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ اپنی زندگیوں میں تمام خالص تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے تا کہ آپ شرائط بیعت کی ہر شرط پر قائم رہ سکیں اور اسے پورا کر سکیں جس کا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہے۔ ان شاء اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 06 فروری 2025ء)

❁❁❁❁

130 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

> قوموں میں جھنڈے کا بڑا ادب اور احترام کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن سے اس کا جھنڈا چھیننے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنا جھنڈا بچانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور یہ شرک نہیں ہوتا
> (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 02 مئی 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت ﷺ جب صحابہ کرامؓ کو غزوۂ موتہ کے حالات و واقعات سے آگاہ کررہے تھے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذکر آنے پر انہوں نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو غزوۂ موتہ کے حالات و واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذکر آنے پر اپنی انگلی مبارک بلند فرمائی اور فرمایا: اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ تُو اس کی مدد فرما۔ اس روز سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کہا جانے لگا یعنی اللہ کی تلوار حضرت جعفرؓ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں۔

سوال: جھنڈے کے ادب و احترام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”قوموں میں جھنڈے کا بڑا ادب اور احترام کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن سے اس کا جھنڈا چھیننے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنا جھنڈا بچانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور یہ شرک نہیں ہوتا“۔

سوال: جب لوگوں نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو الوداع کہا گیا تو وہ کیوں رونے لگے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: لوگوں نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو الوداع کہا گیا تو وہ رونے لگے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ ہی تم سے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے جس میں آگ کا ذکر ہے کہ وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا‌ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ۔ یعنی اور تم میں سے کوئی نہیں مگر وہ ضرور اس پر اترنے والا ہے۔ یہ تیرے رب پر ایک طے شدہ فیصلے کے طور پر فرض ہے۔ کہنے لگے کہ یہ حالات ہونے ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وارد ہونے کے بعد میری واپسی کیسی ہوگی۔ اس پر مسلمانوں نے کہا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو اور وہ اسے تم لوگوں سے دور کرے یعنی برائیوں کو اور تم لوگ ہماری طرف صالح ہونے کی حالت میں آؤ۔

سوال: جب دشمن کو مسلمانوں کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب مسلمان مدینہ سے کچھ دور پہنچے تو دشمن کو ان کی خبر ہوگئی اور وہ مقابلے کے لیے تیاری کرنے لگے۔

سوال: کس نے مسلمانوں کے لشکر کے آنے کی خبر ان تک پہنچائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: منافقین مدینہ اور یہود نے مسلمانوں کے اکٹھا ہونے اور ان کے شام کی طرف مارچ کرنے کی خبر اڑا دی تھی تا کہ یہ جو مقابلے پہ عیسائی تھے وہ اپنا بچاؤ کا سامان کرلیں۔

سوال: حضرت خالد بن ولیدؓ کا پہلی بار مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خالد بن ولیدؓ کا پہلی بار مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید مشہور شہسوار تھے۔ وہ بھی اس لشکر کے ایک عام سپاہی تھے۔ رسول کریم ﷺ نے جب اس لشکر کو اکٹھا کیا تو حضرت خالد کو اسلام میں داخل ہوئے ابھی تین ماہ ہی ہوئے تھے۔

سوال: حضرت زیدؓ کی شہادت کیسے ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت زیدؓ کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے۔ غزوۂ موتہ لوگ باہم نبرد آزما ہوگئے انہوں نے سخت قتال کیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے آنحضرت ﷺ کے علَم کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے علَمِ اسلام تھاما اور جہاد کیا۔ جب قتال ان کی رکاوٹ بنا تو اپنے گھوڑے شقراء سے نیچے اتر آئے۔ اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر جہاد کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔

سوال: کون پہلے مسلمان تھے جنہوں نے راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت جعفرؓ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں۔

سوال: شرحبیل بن عمرو جزیرہ کون تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شرحبیل بن عمرو جزیرہ عرب سے ملحق شام کے جنوبی علاقوں پر رومیوں کا گورنر تھا۔

سوال: حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کب مدینہ گئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جمعہ کے بعد مدینہ سے گئے تھے۔

سوال: حضرت جعفرؓ جب جنگ کیلئے لئے اپنے گھوڑے سے نیچے اترے تو آپ کیا اشعار پڑھ رہے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قبیلہ بنو مُرَّہ بن عوف میں سے ایک شخص جنہوں نے غزوۂ موتہ میں شرکت کی تھی۔ انہوں نے کہا مَیں اب بھی حضرت جعفر کو دیکھ رہا ہوں جب وہ اپنے شقراء گھوڑے سے نیچے اترے، اس کی کونچیں کاٹیں پھر جہاد کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔ اس وقت وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا طَيِّبَةً وَبَارِدًا شَرَابُهَا
وَالرُّوْمُ رُوْمٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ أَنْسَابُهَا
عَلَيَّ إِذْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

یعنی جنت اور اس کے قرب کے کیا کہنے۔ اس کا پانی کتنا پاکیزہ اور ٹھنڈا ہے۔ رومی رومی ہیں ان کا عذاب قریب آ گیا ہے۔ وہ کافر ہیں۔ اُن کا نسب بہت زیادہ دور ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ جب میں ان سے جنگ کروں تو انہیں ضرب لگاؤں۔

سوال: حضرت خالد کی جنگی حکمت عملی کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خالد کی جنگی حکمت عملی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت خالدؓ نے موتہ میں فوج کی دوبارہ تنظیم کی اور شہسواروں کا ایک دستہ منتخب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ رازداری سے راتوں رات جنوب میں جزیرۂ عرب کی جانب اسلامی فوج کے پیچھے ایسی جگہ پڑاؤ کریں جہاں رومی نہ دیکھ سکیں۔ حضرت خالدؓ نے انہیں حکم دیا کہ متعدد دستوں میں تقسیم ہوکر اسلامی لشکر کے پیچھے سے موتہ کی طرف آئیں اور انتہائی بلند آواز سے تکبیرات بلند کریں اور اپنے گھوڑوں کو مٹی والی جگہوں پر دوڑائیں تا کہ بہت غبار اٹھے۔ ان باتوں سے حضرت خالد کا مقصد یہ تھا کہ دشمن یہ سمجھے کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے مزید کمک آ گئی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے لشکر کو از سر نو منظم کرتے ہوئے لشکر کے اگلے حصے کو پیچھے اور پچھلے حصے کو آگے کر دیا اور اس طرح دائیں حصے کو بائیں اور بائیں حصے کو دائیں کر دیا۔ دشمن یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید مسلمانوں کو مدد مل گئی ہے۔ مختلف لوگ سامنے آ گئے ہیں تو وہ مرعوب ہو گئے اور انہیں شکست ہوگئی۔

سوال: پاکستان میں جو احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں اس بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں ان دہشت گردی کرنے والوں اور جماعت کی مخالفت کرنے والوں کی جرأت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان فرمائے۔

❁❁❁

> جماعت کو متعارف کروانا ہے، اسلام کو متعارف کروانا ہے تو مسجدیں بناؤ
> پھر تبلیغ کے راستوں سے ان تثلیث کے شرک میں مبتلا لوگوں کو پتہ چلے گا کہ توحید کیا ہے اور صحیح مذہب کیا ہے
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 05 جنوری 2007 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کے شروع میں حضور انور نے کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: خطبہ کے شروع میں حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر 111 کی تلاوت فرمائی: كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ۔

سوال: ہالینڈ میں کون سے تین قسم کے احمدی آباد ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہالینڈ میں دنیا کے اکثر مغربی ممالک کی طرح تین قسم کے احمدی آباد ہیں، ایک وہ جو پاکستان سے آئے ہیں یا شاید ایک آدھ ہندوستان سے بھی آئے ہوں اور ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن میں تین چار نسلوں سے احمدیت چل رہی ہے، ان کے آباؤ اجداد نے، باپ دادا نے احمدیت قبول کی۔ دوسرے چند ایک وہ لوگ ہیں جو بعض مسلمان ممالک کے ہیں، جس میں عرب دنیا کے لوگ بھی ہیں اور تیسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جو یہاں کے اصلی باشندے ہیں۔

سوال: احمدیوں کی جو پہلی قسم جو حضور انور نے بیان فرمائی ان کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: احمدیوں کی جو پہلی قسم مَیں نے بتائی ہے جس میں پاکستانی احمدی بھی ہیں یا شاید ہندوستانی بھی ہوں، ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان پرندوں کو پکڑنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ بٹانے اور پھر ان کو اپنے ساتھ سدھا لینے کے لئے بھرپور مدد کریں۔ ورنہ پرانے احمدی ہونے کے دعوے آپ کی صحابی کی نسل ہونے کی باتیں، صرف باتیں رہ جائیں گی، اُن صحابہ یا آپ کے بزرگوں کے جو نیک اعمال تھے، اُن کا اجر تو اُن کو ملے گا، آپ کو تو اپنے اعمال کا اجر ملنا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کرکے دکھلاؤں، کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے، اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیاوی اسباب پر ہے، یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں، زبانوں پر بہت کچھ ہے۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ منہ سے تو بہت کچھ کہتے ہیں مگر دل وہ نہیں کہتے۔ .... مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔

سوال: حضور انور نے دوسری قسم کے احمدیوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دوسری قسم کے احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق دی جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے یعنی مسلمانوں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہونے والے اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو پورا کرنے والے بننے والے اور پھر یہاں کے مقامی لوگ جن کا مَیں نے ذکر کیا تھا جو عیسائیت سے اسلام میں شامل ہوئے ہیں اور مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے بنے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلتے ہوئے اس سے براہ راست تعلق پیدا ہو اور اس نظریہ کو ردّ کرنے والے بنیں جو ایک بندے کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر کے شرک کی تعلیم دیتا ہے۔

سوال: اگر جماعت کو متعارف کروانا ہے تو کیا کرنا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ جماعت کو متعارف کروانا ہے، اسلام کو متعارف کروانا ہے تو مسجدیں بناؤ۔ پھر تبلیغ کے راستوں سے ان تثلیث کے شرک میں مبتلا لوگوں کو پتہ چلے گا کہ توحید کیا ہے اور صحیح مذہب کیا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا کیا کام بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارا کام کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ (اپنے آپ کو اس کا مستحق بناؤ) خدا تعالیٰ کی عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔

سوال: ایک احمدی عہد بیعت کو پورا کرنے والا کب کہلا سکتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی بیعت کرنے کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدی تسلیم کرنے کے بعد اس عہد بیعت کو پورا کرنے والا تبھی کہلا سکتا ہے جب وہ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کرے کیونکہ یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا حقیقی مقصد ہے۔

سوال: شکرگزاری کس طرح ہوگی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شکر گزاری نظام جماعت کی اطاعت سے ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ شکر گزاری آپ کے عبادت کے معیار بڑھنے سے ہوگی۔

سوال: پرانے احمدیوں میں اگر کسی کو بگڑتا ہوا دیکھیں تو کیا کریں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پرانے احمدیوں میں اگر کسی کو بگڑتا ہوا دیکھیں تو اس کے لئے بھی وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے پر چلائے اور استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی کوشش کریں اور اس میں جتنی زیادہ استغفار کریں گے جتنی زیادہ کوشش کریں گے اتنے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

سوال: بعض لوگ اسلامی تعلیمات پر کیوں اعتراضات کرتے ہیں اور انکے اعتراضات کا کس طرح حل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اسلام کی تعلیم کا مذاق اڑاتے ہیں، استہزاء کرتے ہیں، اس کی خوبصورت تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً پردے پر بہت شور اٹھتا ہے اور اس کے Ban کرنے کے لئے قانون سازی کا بھی سوچا جا رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسلام کی بھیانک تصویر ان کو دکھائی گئی ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم ان لوگوں کے سامنے اس طرح پیش ہی نہیں کی گئی جو اس کے پیش کرنے کا حق ہے۔ اگر احمدی مرد عورت، جو یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں، بڑے چھوٹے سب، شروع میں ہی اس طرف توجہ دیتے، بہت پہلے سے اس طرف توجہ ہوتی، اپنی ذمہ داری کو سمجھتے اور احمدیت اور حقیقی اسلام سے لوگوں کو متعارف کرواتے تو مَیں نہیں سمجھتا کہ یہ صورتحال پیدا ہوتی۔

سوال: اگر ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کو سمجھیں گے تو کیا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے مقصد کو سمجھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کریں گے، انشاء اللہ، اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنیں گے۔

۞۞۞۞

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 مارچ 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ رشیدہ کشور رفیع صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد رفیع صاحب۔
سابق نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ یوکے
(ساؤتھ چیم۔یوکے)

23/مارچ 2025ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم مولوی فضل دین صاحب کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ کا نکاح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1957ء میں پڑھایا۔ اس کے بعد آپ یوکے آگئیں اور جماعت یوکے کی ابتدائی لجنہ ممبرات میں سے تھیں۔ مرحومہ کو کئی سال تک صدر لجنہ کرالی اور رشتہ ناطہ کی ٹیم میں خدمت کا موقع ملا۔ نماز اور روزہ کی پابند، جماعتی اقدار کی حفاظت کرنے والی، خلافت کی فدائی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اکثر قادیان اس غرض سے رقوم بھجوایا کرتی تھیں کہ وہاں کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 5 بچے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم پروفیسر میر مبشر علی صاحب
ابن مکرم میر حبیب علی صاحب
(آف شورائیل، برہمن بڑیہ۔بنگلہ دیش)

8/فروری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ بنگال کے سابق امیر ثانی مکرم پروفیسر عبداللطیف صاحب (آف چٹا گانگ) کے نواسے تھے۔ چھوٹی عمر سے ہی اطفال اور خدام کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ ڈھاکہ کی معروف یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (BUET) سے 1962ء میں گریجوایشن مکمل کرتے ہی اسی یونیورسٹی میں بطور لیکچرار مقرر ہوئے۔ بعد ازاں امریکہ سے Bachelor of Architecture کی ڈگری حاصل کی اور وطن واپس آ کر اپنی پرانی یونیورسٹی میں ہی آرکیٹیکچر کے شعبہ میں پڑھانا شروع کیا۔ مرحوم نے University of Newcastle upon Tyne سے M.Phil بھی مکمل کیا۔ ابتدائی آرکیٹیکٹ ہونے کی وجہ سے انہیں بنگلہ دیش میں اس شعبہ کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ بنگلہ دیش کے 90٪ آرکیٹیکٹس کے استاد کے طور پر جانے اور مانے جاتے تھے۔ ان کے شاگردوں نے ان کے نام سے ایک TRUST بھی قائم کیا ہے۔ ہر جگہ اور ہر شعبہ میں مرحوم بطور احمدی ہی متعارف تھے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ برائے عالمی مذاہب میں بھی آپ بطور Visiting Professor حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth کی روشنی میں یہ مضمون پڑھاتے رہے۔ ڈھاکہ کے مقامی امیر اور بنگلہ دیش جماعت کے نائب امیر کے طور پر طویل عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ 2006ء میں مرحوم ریٹائر ہوئے اور 2008ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت آپ کا وقف قبول فرمایا۔ چندوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آپ ہر موقع پر غیر معمولی مالی قربانی پیش کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ جامعہ احمدیہ کو ڈھاکہ سے احمد نگر پنچگڑھ میں منتقل کرنے کے پیچھے ان کی کوشش اور قربانی کا بڑا دخل تھا۔ مرحوم اپنی فیملی میں احمدیت کو راسخ کرنے کے لیے آخری ایام تک کوشاں رہے۔ واقفین زندگی کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آپ نے بنگلہ ترجمہ قرآن پر نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی میں بطور صدر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، اچھے اخلاق کے مالک، خلافت کے شیدائی ایک نیک اور بزرگ انسان تھے۔ کثرت سے صدقہ دیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا، بہو اور تین پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الشافی صاحبہ
اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب مرحوم (کراچی)

2/فروری 2025ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بہت غریب پرور، ہمدرد اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جب بھی کسی کی بیماری کا علم ہوتا تو فوراً تیمارداری اور مدد کے لیے پہنچ جاتیں۔ کئی بچوں بچیوں کے رشتے کروائے اور حسب توفیق ان کی مدد بھی کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹوں کو جماعت میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ ایک نواسے MTA جرمن سٹوڈیو میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد صاحب گوندل (کارکن دفتر امیر صاحب یوکے) کی ہمشیرہ تھیں۔

(3) مکرمہ ٹی کے سمیہ صاحبہ

اہلیہ مکرم پی اے نجیب صاحب
(آف ارناکلم صوبہ کیرلہ۔انڈیا)

یکم جنوری 2025ء کو 42 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد اور نوافل کی ادائیگی کی پابند، غریب پرور، مہمان نواز، منکسر المزاج، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ جماعتی پروگراموں میں ہمیشہ شامل ہوتی تھیں اور جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتی تھیں۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ میں ضلعی سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ دونوں بچے وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔

(4)مکرمہ منیرہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم منظور احمد بھٹی صاحب
(احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور)

26؍فروری 2025ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کو تقریباً 15 سال چک نمبر 23/DNB ضلع بہاولپور کی لوکل صدر لجنہ کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت عبدالغفور صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز صدقہ وخیرات اور صلہ رحمی کرنے والی، کفایت شعار، قناعت پسند، مضبوط عزم وہمت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کو جماعتی کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ گھر میں بچوں کو بھی کوئی نہ کوئی کتاب پڑھ کر سنایا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد طاہر ندیم صاحب (مربی سلسلہ عربک ڈیسک مرکزیہ۔یوکے) کی پھوپھی تھیں۔

(5)مکرم سید منور احمد نوری صاحب
ابن مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری
(تھارٹن ہیتھ یوکے)

28؍جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کے نواسے تھے۔ آپ کے والد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر 1952ء میں ہندوستان کے صوبہ بہار سے ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے اور وہاں ایک طویل عرصہ تک بحیثیت ناظر تعلیم و تربیت خدمت انجام دیتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، نڈر، باہمت، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ صدقہ وخیرات کثرت سے کرتے۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ سلسلہ احمدیہ اور خلافت سے گہری محبت تھی۔ مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت میں کراچی ہجرت کر گئے جہاں آپ نے 25 سال تک مختلف جماعتی اور تنظیمی خدمات کی توفیق پائی۔ ہنگامی حالات میں خطبات کی کیسٹ اور دیگر ضروری پیغامات جماعت تک پہنچانے اور مختلف علاقوں میں شہداء اور اسیران راہ مولیٰ سے متعلقہ انتظامات کے لیے بھی اندرون سندھ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ 1991ء میں مع فیملی یوکے آنے کے بعد بھی آپ نے جماعتی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے یوکے میں بطور لوکل صدر جماعت کے علاوہ یوکے جماعت کے مختلف شعبوں تبلیغ، ضیافت، اشاعت، جائیداد اور جنرل سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بطور معاون خصوصی افسر جلسہ سالانہ یوکے اور انچارج تبلیغ سینٹر و نگران اردو ڈیسک یوکے بھی خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں، چار بیٹے اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرمہ نادیہ طاہر بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم ذوالفقار احمد راجہ صاحب مربی سلسلہ (دفتر انٹر نیشنل ٹرانسلیشن وریسرچ۔یوکے) کے نانا تھے۔

(6)مکرم رفیع احمد طاہر صاحب
ابن مکرم چودھری محفوظ الرحمٰن صاحب۔واقف زندگی
(سابق کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

3؍جنوری 2025ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت چودھری عنایت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ (آف بہلولپور ضلع نارووال) کے ذریعہ آئی۔ جنہوں نے 15 سال کی عمر میں اپنے ماموں حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اور ممانی حضرت حسین بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قادیان جا کر بیعت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، ضرورتمندوں کی مدد میں ہمیشہ پیش پیش، خلافت سے فدائیت کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم چودھری وسیم احمد صاحب (سابق صدر مجلس انصار اللہ یوکے۔ حال وکالت تبشیر یوکے) کے چھوٹے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

✿✿✿✿

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 28؍جولائی 2025ء بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 12 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ اریبہ اعجاز صاحبہ بنت مکرم اعجاز احمد نیر صاحب (مربی سلسلہ یوگینڈا) ہمراہ مکرم انصر محمود صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ گھانا) ابن مکرم طاہر محمود عابد صاحب (صدر جماعت ومبلغ انچارج گنی کناکری)
(2)	مکرمہ سائقہ منان صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم عطاء المنان صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم ساغر محمود باجوہ صاحب (مربی سلسلہ کیمن آئی لینڈز) ابن مکرم مظفر محمود باجوہ صاحب (کینیڈا)
(3)	مکرمہ بریرہ منصور احمد صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم منصور احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم احیاء الدین صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) ابن مکرم منیر احمد صاحب (جرمنی)
(4)	مکرمہ غراضہ بشارت صاحبہ بنت مکرم بشارت نوید صاحب (امیر جماعت ومبلغ انچارج سینیگال) ہمراہ مکرم طارق احمد صاحب Napaul ابن مکرم زاہد احمد Napaul صاحب (ماریشس)
(5)	مکرمہ عالیہ ثمرین احمد صاحبہ بنت مکرم محمد لئیق الدین احمد صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم دانیال احمد چوہدری صاحب (معلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم جاوید اسلم چوہدری صاحب (امریکہ)
(6)	مکرمہ رحمہ زنداقی صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم رافع زنداقی صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم یونس یوسف صاحب (معلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم رفعت یوسف صاحب
(7)	مکرمہ یسریٰ خولہ خطاب صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم راشد خطاب صاحب (کبابیر) ہمراہ مکرم عاصم احمد مسلم صاحب ابن مکرم محمد انیف مسلم صاحب (امیر جماعت ماریشس)
(8)	مکرمہ مبرہ سحر جنجوعہ صاحبہ بنت مکرم احمد حسنی جنجوعہ صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم صہیب بشارت جنجوعہ صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم محمد صالح بشارت جنجوعہ صاحب (جرمنی)
(9)	مکرمہ عائشہ پیر صاحبہ بنت مکرم لئیق پیر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم تنزیل احمد جاوید صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم طیب جاوید صاحب (یوکے)
(10)	مکرمہ سعدیۃ الاختر صاحبہ بنت مکرم ملک نادر علی صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم رمیز احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم چوہدری منیر احمد صاحب (جرمنی)
(11)	مکرمہ نادیہ احمد صاحبہ بنت مکرم فہیم احمد صاحب (مربی سلسلہ کینیا) ہمراہ مکرم اسامہ رشید صاحب ابن مکرم عبدالقیوم رشید صاحب (یوکے)
(12)	مکرمہ حیات المقصورہ خانم صاحبہ بنت مکرم امیر محمد خان صاحب مرحوم (بنگلہ دیش) ہمراہ مکرم عبدالماجد SAKAL صاحب ابن مکرم غلام محمد صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12379: میں تارا کماری سُبّا زوجہ مکرم ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب قوم احمدی مسلمان پنشنر عمر 65 سال تاریخ بیعت 1993ء ساکن: Hehri سنساری کوشی نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 3.5 دھر، بینک بیلنس -/5,000 نیپالی کرنسی، حق مہر -/25,000 نیپالی کرنسی۔ میرا گزارہ آمداز پنشن ماہوار -/28,800 نیپالی کرنسی ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : سلیم احمد الامۃ : تارا کماری سُبّا گواہ : شیخ نصیر الحق

مسل نمبر12380: میں سبیلہ خاتون زوجہ مکرم سمت اللہ احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال تاریخ بیعت: 2004ء ساکن: ڈبی سنساری نیپال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جولائی 2025 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 گرام 24 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 50 گرام۔ حق مہر: -/12,000 نیپالی کرنسی ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 نیپالی کرنسی ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سمت اللہ احمد الامۃ : سبیلہ خاتون گواہ : سجاد احمد شاہ

مسل نمبر12381: میں نور الدین احمد ولد مکرم احمد شریف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن: الجدہ دبئی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3,500 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : آکاش عارف العبد : نور الدین احمد گواہ : Guleniz

مسل نمبر12382: میں مہناز سلیم زوجہ مکرم نزل احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: یکم اگست 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: ولا 3، الزاب، ابودابی دبئی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 23 مارچ 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 253 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر -/3,00,000 انڈین (تین لاکھ روپئے)۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/100 درہم ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شازل احمد الامۃ : مہناز سلیم گواہ : سلیم کاڈالائی

مسل نمبر12383: میں تسلیم عارف احمد ولد مکرم کے عبد الکریم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ انجینئر تاریخ پیدائش 6 اپریل 1981 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: الخوبر راکا شمالیہ سعودی عرب مستقل پتہ: 61-2، ڈریم لینڈ کرمبر منگالورس کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ تین ایکڑ زمین جن کا سروے نمبر 169/2 اور 169/4 ہے جو کہ کومپاڈاوٗ گاؤں، مینگلور، کرناٹک میں واقع ہے۔ حالانکہ یہ زمین صرف میرے نام پر رجسٹرڈ ہے۔ یہ مسٹر دلپ کمار کے ساتھ مشترکہ ملکیت ہے جس میں ہر ایک کا 50 فیصد حصہ ہے۔ 1.6 ایکڑ زین جس کا سروے نمبر 64/1 ہے جو کہ کومپاڈاوٗ گاؤں، مینگلور، کرناٹک میں واقع ہے حالانکہ یہ زمین صرف میرے نام پر رجسٹرڈ ہے۔ یہ مسٹر دلپ کمار کے ساتھ مشترکہ ملکیت ہے جس میں ہر ایک کا 50 فیصد حصہ ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار SAR-/17000 ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : واجد احمد انصاری العبد : تسلیم عارف احمد گواہ : نبیل اقبال

مسل نمبر12384: میں نصرت بیگم زوجہ مکرم منور احمد بھٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 2 اپریل 1981ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: نزد سرائے طاہر قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: دہری ریلوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی: چوڑیاں چار عدد، انگوٹھیاں 4 عدد، گلے کا ہار ایک عدد، کان کے جھمکے 2 عدد تمام زیورات 98.50 گرام۔ زیور طلائی: ایک عدد کوکا 22 کیریٹ۔ حق مہر -/8,000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد بشیر مبشر الامۃ : نصرت بیگم گواہ : ناصر احمد بٹ

مسل نمبر12385: میں زکی احمد ولد مکرم مولوی سید فضل نعیم صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 28 اکتوبر 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: گوراقبر پوسٹ تلسی پور کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 جون 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید فضل نعیم العبد : زکی احمد گواہ : منصور احمد مسرور

مسل نمبر12386: میں منصور احمد اے ولد مکرم اکبر احمد ایس صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 14 مئی 2004ء پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ مسلم جماعت بیت القدوس جی ایچ روڈ کالیکٹ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: یکم اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد زاہد العبد : مسرور احمد اے گواہ : اکبر احمد ایس

مسل نمبر12387: میں شفانہ ٹی آئی بنت مکرم الیاس صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 14 مارچ 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: تھایل ہاؤس، ابالا پارہ، تھرو واشم کنّو، ضلع پالا کاڈ، صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 مارچ 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ٹی صدیق الامۃ : شفانہ ٹی آئی گواہ : سی جی جمال الدین

مسل نمبر12388: میں عرفانہ سی ایم زوجہ مکرم اَنفی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم اکتوبر 1992ء پیدائشی احمدی ساکن: چتھہ پرمبی کوڈیاتھورکوز یکوڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جون 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: زیور طلائی 48 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلمان فارس ایم سی الامۃ : عرفانہ سی ایم گواہ : اکبر سلیم ایم

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 28 August - 2025 Issue. 35

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

نبی اکرم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کی جھلک قابل غور ہے

آنحضرت ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تھا اب یہ ایک مفتوح قوم تھی اور جنگی دستور کے مطابق فاتح ہی مفتوح قوم کے اموال کا مالک ہوا کرتا ہے لیکن جنگ حنین کے لئے ایک ایک ہتھیار اُدھار لیا گیا اور اس وعدے کے ساتھ کہ ہم جتنے ہتھیار لے رہے ہیں اتنے ہی واپس کریں گے *

مکرم خواجہ مختار احمد صاحب بٹ اور مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ نذیر احمد صاحب کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/اگست 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالے سے غزوات کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی ضمن میں آج غزوہ حنین کا ذکر کروں گا۔ یہ غزوہ شوال 8 ہجری میں ہوا۔ اس کو غزوہ حنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ غزوہ حنین مقام پر ہوا تھا جو مکہ اور طائف کے درمیان ایک بستی کا نام ہے۔ مکہ سے قریباً 26 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس غزوہ میں کفار کی طرف سے سب سے بڑا قبیلہ ہوازن تھا اس لئے اس کو غزوہ ہوازن بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے اس کو غزوہ اَوطاس بھی کہا ہے کیونکہ دشمن کی فوج کا ایک حصہ حنین سے بھاگ کر اوطاس نامی وادی میں چلا گیا تھا اور مسلمانوں نے وہاں پہنچ کر دشمن کو شکست دی تھی غزوہ حنین کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے۔

لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىۡ مَوَاطِنَ كَثِيۡرَةٍ‌ ۙ وَّيَوۡمَ حُنَيۡنٍ‌ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ كَثۡرَتُكُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡكُمۡ شَيۡـًٔـا وَّضَاقَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّيۡتُمۡ مُّدۡبِرِيۡنَ‌ۚ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَـتَهٗ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا‌ ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا‌ ؕ وَذٰ لِكَ جَزَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوۡبُ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰ لِكَ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۷﴾

(سورہ توبہ)

یقیناً اللہ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور خاص طور پر حنین کے دن بھی جب تمہاری کثرت نے تمہیں تکبر میں مبتلا کر دیا تھا۔ پس وہ تمہارے کسی کام نہ آسکی اور زمین کشادہ ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دکھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکر اُتارے جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور اس نے ان لوگوں کو عذاب دیا جنہوں نے کفر کیا تھا اور کافروں کی ایسی ہی جزا ہوا کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد بھی اللہ جس پر چاہے گا توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جائے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جب مکہ فتح ہو گیا، اُسوقت تک عرب کے بڑے بڑے قبائل یا تو اسلام لے آئے یا آنحضرت ﷺ کی اطاعت میں چلے آئے لیکن مکہ کے قریب ہی بسنے والے بنو ہوازن اور بنو ثقیف جو کہ نہایت سرکش اور جنگجو قبائل تھے انہوں نے نہ صرف یہ کہ اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ان کے سردار جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) نے مکہ سمیت عرب کے قبائل کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا ہے، اب وہ یقیناً ہماری طرف پیش قدمی کریں گے، اِسلئے بہتر ہوگا کہ قبل اسکے کہ وہ ہماری طرف بڑھیں ہم خود ان پر حملہ آور ہو جائیں۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ محمد ﷺ کا واسطہ ابھی تک اناڑی لوگوں سے پڑا ہے ہمارے ساتھ ابھی تک ان کا واسطہ نہیں پڑا۔ بنو ہوازن کے ساتھ قبیلہ ثقیف نصر اور جشم کے تمام جنگجو افراد جمع ہو گئے۔ قبیلہ سعد بن بکر اور بنو ہلال میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہوازن نے دراصل اس سے بہت پہلے ہی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی تیاری شروع کر دی تھی اور عروہ بن مسعود کی قیادت میں ایک وفد اُردن بھیجا تا کہ وہاں سے اسلحہ اور جنگی ہتھیار وغیرہ لے کے آئے۔

بنو ہوازن کی ان تیاریوں کا علم اس طرح ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے لئے مدینہ سے مکہ کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے ہراول دستے کے طور پر کچھ لوگوں کو لشکر کے آگے آگے روانہ کر دیا۔ اس ہراول دستے نے ہوازن کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو کہ ایک جاسوس تھا اور ہوازن کی طرف سے مسلمانوں پر نظر رکھنے کے لئے پھر رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس سے اچھی طرح پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ بنو ہوازن نے بہت ساری فوج جمع کی ہے اور بنو ثقیف کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے اور بھاری ہتھیار اور اسلحہ لانے کے لئے ایک وفد کو اُردن بھیجا ہے۔ بنو ہوازن انہی تیاریوں میں تھے کہ مکہ بغیر کسی خاص مزاحمت کے آسانی فتح ہو گیا جس کی وجہ سے ہوازن نے اپنی طاقت کے غرور میں یہ فیصلہ کیا کہ ہم خود محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے مقابلہ کے لئے نکلیں اور جیسا کہ ان کا زعم تھا کہ ہم ہیں جو مسلمانوں کو مغلوب کر کے ان کا قلع قمع کر سکتے ہیں ان سب قبائل نے قبیلہ ہوازن کے سردار تیس سالہ جوان مالک بن عوف کو اپنا سپہ سالار اور سردار بنایا اور بیس ہزار کا لشکر تیار ہو کر حنین کی طرف بڑھنے لگا۔ بنو ہوازن کے سردار مالک بن عوف نے اس جنگ کی تیاری کے لئے ایک ایسا قدم اٹھایا جو عرب کی تاریخ میں شاید ہی پہلے کسی نے اٹھایا ہو اور وہ یہ کہ سپہ سالار نے ہر قبیلے کے ہر فرد کو یہ حکم دیا کہ وہ لڑائی کے لئے اپنے گھر سے اکیلے نہیں نکلے گا بلکہ اپنے بیوی بچے یہاں تک کہ اپنے مال مویشی سب کچھ ساتھ لے کر نکلے اور اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کے لشکر کا ہر سپاہی جان توڑ کر مردانہ وار جنگ کرے گا اور بھاگنے کی کوئی راہ نہیں ہوگی۔

اس جنگ میں ایک بوڑھا سردار درید بن صمہ ہوازن کا تھا۔ اس میں لڑائی کی قوت نہ تھی مگر تجربہ کار تھا اور جنگی مہارت سے خوب واقف تھا۔ درید نے مالک بن عوف کو بیوی بچوں اور مال مویشی سمیت جنگ کرنے سے منع کیا اور اس کی اس جنگی چال کو درست قرار نہیں دیا لیکن مالک بن عوف درید کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر پوچھا کہ اس کے سوا کوئی اور رائے ہے تو بتاؤ۔ اس پر درید نے کہا کہ کمین گاہوں میں اپنے افراد کو چھپا دو جو تمہارے مددگار ثابت ہوں۔ اگر دشمن نے تم پر حملہ کر دیا تو یہ ان کے پیچھے سے حملہ کر دیں گے۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوبارہ حملہ کر سکو گے اگر تم نے حملہ کیا تو پھر ان میں ایک بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔ اس وقت مالک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ گھاٹیوں اور وادیوں کے دامن میں چھپ جائیں۔ پہلا حملہ ہی یکبارگی سے کر دیں تا کہ اسلامی لشکر کو شکست دے سکو۔

آنحضرت ﷺ کو بنو ہوازن کی تیاری کی خبر بھی ملی جسکے لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابو حدرد اسلمی کو بھجوایا تھا۔ انہوں نے ہوازن کے لشکر کے اندر گھس کر ساری معلومات اکٹھا کیں اور واپس آکر آنحضرت ﷺ کو اس سے آگاہ کیا۔

آنحضرت ﷺ نے مجبوراً مقابلے کی تیاریاں کیں۔ آنحضرت ﷺ نے بنو ہوازن سے مقابلے کیلئے مکہ سے روانگی سے قبل جائزہ لیا تو اسلامی فوج کے پاس سامان جنگ بہت کم تھا۔

مکہ کے رؤوساء سے آپؐ نے سامان جنگ قرض لیا جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفر پر ہی قائم تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کی جھلک قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تھا اب یہ ایک مفتوح قوم تھی اور جنگی دستور اور رواج کے مطابق فاتح ہی مفتوح قوم کے اموال کا مالک ہوا کرتا ہے لیکن اب جب جنگ کے لئے ہتھیاروں کی ضرورت پڑی تو ایک ایک ہتھیار اُدھار لیا گیا اور اس وعدے کے ساتھ کہ ہم جتنے ہتھیار لے رہے ہیں اتنے ہی واپس کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا: نماز کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم خواجہ مختار احمد صاحب بٹ کا ہے جو خواجہ عبدالرحمن صاحب سیالکوٹ کے بیٹے تھے۔ گزشتہ دنوں یہ بیانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ قانون کی تعلیم حاصل کی پھر ایئر فورس میں چلے گئے۔ 1974ء میں دیگر احمدی افسران کے ساتھ ان کو ملازمت سے بھی فارغ کر دیا گیا۔ 1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات کے نہایت نازک دور میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر رہنمائی جماعتی خدمات انجام دیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرا تعلق تھا۔ Essence of Islam کی پہلی جلد کی تیاری میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی معاونت کا بھی ان کو موقع ملا۔ مرکزی سطح پر آپ بطور ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن اور کافی سال دارالقضاء ربوہ میں بطور قاضی بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ قضاء میں ان کے ساتھ میں نے بھی کچھ عرصہ کام کیا ہے۔ بڑے صائب الرائے اور بڑے عاجز انسان تھے اور خلافت سے ان کا تعلق تو ہمیشہ سے تھا اور میرے ساتھ بھی بڑا تعلق رہا۔ آپ کی زندگی خلافت کے ساتھ وفاداری عاجزی اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ تھی۔

دوسرا جنازہ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ نذیر احمد صاحب انڈیا کا ہے۔ یہ بھی گزشتہ دنوں 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ طاہر احمد طارق صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد قادیان کی والدہ تھیں۔ طاہر احمد طارق صاحب بطور جماعتی نمائندہ انگلستان میں آئے ہوئے تھے پیچھے سے انکی والدہ کی وفات ہو گئی اس لئے یہ جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ یہ بھی خدمت کرنے والا خاندان ہے۔ مرحومہ کے چھوٹے بیٹے شبیر احمد صاحب معلم ہیں اور بیٹی مبلغ سلسلہ مکرم جبار صاحب کی اہلیہ ہیں۔ باقی دو بیٹے بھی جماعت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ کافی خدمت گزار خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کا سلوک فرمائے ان سے۔

طاہر احمد طارق صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ پچیس سال سے سانس کی تکلیف میں مبتلا تھیں اور بڑے صبر اور وقار سے اپنی بیماری کا عرصہ گزارا۔ ان کا تعلق چارکوٹ راجوری جموں کشمیر سے تھا۔ خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت قاضی محمد اکبر بھٹی صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا۔ بہت دیندار اور نماز اور روزہ کی پابند تھیں۔ معمولی پڑھی ہوئی تھیں لیکن بچوں کو قرآنی دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں، احادیث اور انبیاء کے واقعات سناتیں۔ طبیعت میں نفاست تھی۔ بہت ملنسار اور اپنے تمام عزیز و اقارب سے محبت و شفقت کا سلوک کرنے والی تھیں۔ خلافت اور نظام سلسلہ سے بہت محبت تھی اور خود اپنے شوق سے اپنے بچوں کو دین کی خاطر وقف کیا اور وقف کو نبھانے کی ہمیشہ تلقین کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad